جسمانی طور پر ناکارہ ہو جائے۔

گزارش ہے کہ بھائی آپ خود اپنی قوم کو کیا سمجھتے ہیں؟ کسی دوسری قوم کو کیا پڑی ہے کہ اتنے ہیر پھیر کے ساتھ کوئی ایسا چکر چلائے کہ آپ اس پر "بین الاقوامیت" کا شبہ ہونے لگے۔ بس زبان نہ کھلوایئے۔ ورن جبّہ و دستار سے لے کر منی سکرٹ تک سبھی مجھ بے چارے پر جھپٹ پڑیں گ

کراچی سے ایک بنگلہ دیشی مہاجر نے کتاب کی قیمت بڑھانے پر احتجا کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آخر اتنے موٹے موٹے ڈائجسٹ کم قیمت پر کیوں رہے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ان کے ہاتھ کچھ بہت پرانے ڈائجسٹ لگے جن پر کئی سال پہلے کی قیمتیں درج ہیں۔ اس وقت ڈائجسٹ (میری دانست تین یا ساڑھے تین روپے سے کم کا نہیں ہے اور پھر انہیں اخباری کاغذ سستے نرخوں پر ملتا ہے۔ مجھے کھلے بازار میں منہ مانگے دام ادا کرنے پڑتے واضح رہے کہ سرکاری طور پر صرف اخبارات اور رسائل کو کاغذ کا کوٹہ ملتا ہے۔

میرپور خاص سے ایک بھائی رقمطراز ہیں کہ قیمت بڑھائی ہے تو مو بڑھاؤں۔ ایک صفحے پر کم از کم چھبیس سطریں لکھواؤں۔ بھائی! قیمت تو کاغ قیمت کی مناسبت سے بڑھائی ہے۔ کیا میری محنت کی کوئی قیمت نہیں

والسلام

ابنِ صفی

۱۲/۸/۷۴

*

جھیل کیا تھی ایک چھوٹا سا سمندر تھا جس کے مغربی کنارے سے مشرقی کنارے تک نظروں کی رسائی ممکن نہیں تھی بس پانی ہی پانی تھا اور افق میں دھواں دھواں سے پہاڑوں کے آثار نظر آتے تھے۔ جھیل کے مغربی کنارے پر دور دور ک سرسبز و شاداب پہاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور یہ پہاڑیاں ویران بھی نہیں تھیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر بستیاں نظر آتی تھیں جن کے مکینوں کی بسر اوقات کا ذریعہ نگوروں کی کاشت تھی۔ آس پاس کے شہروں کے لوگ ان اطراف میں چھٹیاں گزارنے کے لئے بھی آتے تھے اور ان چھوٹی چھوٹی بستیوں کی رونق کبھی کم نہ ہوتی۔

جھیل کے مغربی کنارے پر بے شمار کشتیاں دن بھر آتی جاتی رہتیں۔ انہی کشتیوں کے ذریعے انگوروں کی بڑی بڑی کھیپیں شراب کشید کرنے والے کارخانوں تک پہنچائی جاتی تھیں۔

جھیل میں ماہی گیری بھی ہوتی تھی لیکن مغربی کنارے کے ایک سرے سے وسرے سرے تک صرف ایک اسٹیمر کی اجارہ داری تھی۔ دن بھر وہ شکار کے لیے سرگرداں رہتا اور شام کو ٹرلینی کے ڈوگ پر لنگر انداز ہو جاتا۔

ٹرلینی ان اطراف کی نسبتاً بڑی بستیوں میں سے تھی اور یہاں اس علاقے کے سب سے اچھے انگوروں کے باغات تھے۔ سیاحوں کے قیام کے لئے اوسط

دھبے کی تین ہوٹل بھی تھے۔ ایک گیراج تھا جہاں کرائے پر گاڑیاں مل جاتی تھ
ایک اُوپیرا ہاؤز اور ایک سینما ہال تھا جہاں ہر روز نئی فلم دکھائی جاتی تھی۔

ماہی گیری کے اسٹیمر کا عملہ جو اٹھارہ افراد پر مشتمل تھا رات گئے تک ٹریسی
ہوٹلوں میں مختلف قسم کی تفریحات میں مشغول رہتا تھا اس کے اخراجات دیکھ کر
لوگ سوچتے تھے کہ شاید وہ لوگ کوموجھیل سے سونے کی مچھلیاں پکڑتے ہیں
ہر فرد پانی کی طرح کرنسی بہاتا تھا اور ان کا سربراہ تو شہنشاہ معلوم ہوتا تھ
یہ بھاری جبڑوں اور تنگ پیشانی والا ایک بد ہیئت اسپینی تھا۔ شانے غ
معمولی طور پر چوڑے تھے اور جسامت کے اعتبار سے دیو معلوم ہوتا تھا۔ مز
کی حس نہ رکھتا ہوتا تو لوگ اس سے خائف ہی رہتے۔ البتہ اجنبی اسے اپ
قریب دیکھ کر گھبرا اٹھتے تھے۔ ٹریسی قصبے کے کسی فرد کو اس کے خلاف کبھ
کسی شکایت کا موقع نہیں ملا تھا۔ قصبے کی جوان عورتوں میں اس کے لطیفے بہ
مقبول تھے۔ بہتیری تو سرِ شام ہی اس فکر میں پڑ جاتی تھیں کہ اس رات اس کی نش
کس ہوٹل میں ہوگی۔ وہ ایک شریف اور ہنسوڑ آدمی کی طرح ان سے پیش آتا ا
اور اس کے گرد عورتوں کی بھیڑ ضرور ہوتی۔

اس کے ماتحت اسے کپتان بلڈوزر کہتے تھے۔ ویسے اس کا نام الفرونز
تھا۔ بہرحال کپتان الفرونزے اپنی بدصورتی کے باوجود بھی بستی میں مقبول تھا۔

اس وقت بھی فینل پے ٹیو کے ڈائننگ ہال میں اس کی میز کے گرد کئی لوگ
موجود تھے اور ان میں عورتوں کی تعداد زیادہ تھی۔ وہ انہیں بتا رہا تھا کہ اس
کی چچی اپنے ہر بچے کی پیدائش پر کس طرح شور مچایا کرتی تھی اور کس طرح
خدا کے حضور گڑگڑا کر اس عہد کے ساتھ اپنی زندگی کے لیے دعا مانگا کرتی
تھی کہ اگلی بار اس کے چچا کو ضرور قتل کر دے گی۔

وہ سب قہقہے لگا رہے تھے۔

”تم کہاں تھے اس وقت؟“ کسی نے پوچھا۔

”میں۔۔۔ میں۔۔۔!“ وہ ایک ایک کی شکل دیکھتا ہوا بولا۔ ”میں تو پیدا بھی نہیں ہوا تھا اس وقت!“

”تب پھر جھوٹ ہے۔“

”قطعی سچ ہے۔۔۔ میں نے یہ کہانی اپنے چچا کی زبانی سنی ہے۔ کبھی کبھی بہت زیادہ نشے کی حالت میں اس کا مضحکہ اڑایا کرتا تھا۔۔۔ کہتا تھا۔۔۔ دیکھا تم نے۔ ! وہ خود مر گئی اور میں ابھی زندہ ہوں۔“

گفتگو کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ اسٹیمر کے عملے کا ایک آدمی اس کی میز کے قریب آ کر کھڑا ہوا پھر اس نے جھک کر آہستہ سے اس کے کان میں کچھ کہا تھا

کپتان الفرونزے کے چہرے پر سنجیدگی طاری ہو گئی۔

”خواتین و حضرات!“ وہ یک بیک اٹھتا ہوا بولا ”میری شہنشاہیت کا دور ختم ہوا۔“

”کیا بات ہے۔۔۔ کیا بات ہے؟“ کئی آوازیں آئیں۔

”میرا باس اچانک وارد ہوا ہے۔“

”تمہارا باس ہمیشہ اچانک ہی وارد ہوتا ہے!“ کوئی بولا۔

”اس کے سر پہ سینگ ہیں، اور ایک ننھی سی دم بھی رکھتا ہے۔“ الفرونزے نے مسکرا کر کہا۔

”ضرور یہی بات ہوگی!“ ایک عورت بولی۔ ”بستی والوں نے کبھی تمہارے باس کو نہیں دیکھا۔“

”دُم دار حضرات سب کو نظر نہیں آتے۔ اچھا خواتین و حضرات شب بخیر۔“ پھر

اس کے وزنی جوتوں کی آواز ہال میں گونجنے لگی تھی۔ ماتحت اس سے دو قدم پیچھے چل رہا تھا۔ باہر نکل کر اس نے اُس سے پوچھا "موڈ کیسا ہے باس کا! اس نے کچھ الو تو نہیں چبا رکھے۔"

"موڈ اچھا نہیں معلوم ہوتا کیپٹن!" جواب ملا۔

"ہوں.... اچھا.... دیکھیں گے۔"

ڈوک ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ راستہ پیدل ہی طے کیا گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے الفرونزے کی ساری خوش مزاجی فضا میں تحلیل ہو گئی ہو۔ اندھیرا نہ ہوتا تو اس کے ماتحت کو اس کی آنکھوں میں تشویش کی پرچھائیاں ضرور نظر آتیں۔ اسٹیمر پر پہنچ کر وہ اپنے کیبن میں تنہا داخل ہوا تھا۔

"یس باس!" وہ سامنے بیٹھے ہوئے آدمی کے سامنے "اٹین شن" ہوتا ہوا بولا۔

قد آور ادھیڑ عمر کا ایک توانا آدمی تھا۔ آنکھوں سے سرد مہری ٹپکتی تھی۔ پتلے پتلے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

"بیٹھ جاؤ۔" اس نے سامنے والے اسٹول کی طرف اشارہ کیا۔

"تھینکس باس!"

وہ چند لمحے الفرونزے کو غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "شمالی کنارے کی کیا کیفیت ہے؟"

"سب ٹھیک ہے باس!"

"کیا ٹھیک ہے؟"

"سرحد کے محافظ وہی ہیں جو پچھلے مہینے تھے کوئی تشویش کی بات نہیں ہے۔"

"کھیپ آنے والی ہے... تیار رہنا۔"

"او۔ کے باس!"

"اور ہاں... ایک بری خبر بھی ہے۔"

کپتان اُسے وضاحت طلب نظروں سے دیکھتا رہا اور وہ قدرے توقف کے ساتھ بولا۔ "جمیس ہارلے مار ڈالا گیا۔"

"نہیں!" کپتان بے ساختہ اسٹول سے اُٹھ گیا۔

"ہاں...!" باس دوسری طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بولسینا جھیل میں اس کی لاش تیرتی ہوئی ملی ہے۔ سینے پر روم کے بھیڑیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔"

"بھیڑیوں کا نشان؟"

"اسی پر حیرت ہے! کیوں کہ بھیڑیوں کا سربراہ تو وہ خود ہی تھا۔"

الفرونزے پھر بیٹھ گیا اس کی آنکھیں سوچ میں ڈوبی ہوئی تھیں۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جن لوگوں کی طرف سے اُسے خطرہ تھا.....!"

"نتائج اخذ کرنے کی کوشش مت کرو!" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "ساری دنیا میں میرا واحد حریف بہت باخبر آدمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کرنل ہوڈیشیو اس کی قید میں نہ ہوتا۔"

"میں نہیں سمجھا باس!"

بھیڑیئے جمیس ہارلے سے واقف نہیں تھے۔ وہ اُسے ڈانو مودیلی کی حیثیت سے جانتے تھے۔ بحیثیت ہارلے وہ ان کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔"

"تو کیا اُس کی لاش میک اپ میں نہیں تھی؟"

"نہیں...! اپنی اصلی شکل میں تھی اور اس کے سینے پر بھیڑیوں کا نشان بنا ہوا تھا۔"

الفرونزے تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا۔ پھر بولا۔ "کیا آپ اس کے کسی بھیڑیئے سے ذاتی طور پر بھی واقف ہیں۔"

”نہیں۔ ہم میں سے کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں یا تعداد میں کتنے ہیں ہارلے کی اپنی ذاتی تنظیم تھی جس سے اُس نے اپنی اصل شخصیت پوشیدہ رکھی تھی۔“

”تب تو پھر یقین کر لینا چاہیے کہ وہ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں مارا گیا ہوگا۔“ الفروزے بولا۔

”وہ کس طرح؟“ باس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”کسی ایک کو اس کی اصلیت کا علم ہو گیا ہوگا۔ بس اس نے ہاتھ صاف کر دیا اب تنظیم کو خود سنبھالے گا۔“

”اس کا امکان ہے۔“ باس نے طویل سانس لی۔

تھوڑی دیر تک پھر خاموشی رہی اس کے بعد باس نے کہا۔ ”بہرحال ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔“

”کس سے؟“

”اسی سے.... جس نے کرنل ہورلیشیو کا منصوبہ ناکام بنا دیا تھا۔“

”اُوہ... وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گا۔“

”خوش فہمیوں میں مبتلا ہونا اچھا نہیں۔ اس کے بارے میں ہماری معلومات زیادہ نہیں ہیں۔ کچھ دنوں پہلے تو ہم یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ جنوبی ایشیا میں ہمیں کیوں ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ جیمس ہارلے ہی نے اکیس ٹو کی غیر واضح نشاندہی کی تھی۔“

”اور وہ بالآخر مار ڈالا گیا۔ اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھوں۔“ الفروزے بولا۔

”مجھے اس میں شبہ ہے اگر لاش پر بھیڑیوں کا نشان نہ پایا جاتا تو اس کے بارے میں سوچا جا سکتا تھا۔ تم خود غور کرو جیمس ہارلے کی حیثیت سے وہ بھیڑیوں کے لئے قطعی اجنبی تھا اس لئے اپنے کسی آدمی کے ہاتھوں مارے

جانے کی صورت میں اس کے سینے میں نشان پائے جانے کا کوئی جواز نہیں

”میں سمجھ گیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“

”کیا سمجھ گئے؟“ باس نے سرد لہجے میں سوال کیا۔

”ایکسٹو کے کسی ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا جس نے اس کے قتل کی ذمہ دا بھیڑیوں سے سر ڈالنے کی کوشش کر ڈالی اور شاید اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔“

”ہاں! میں اسی نتیجے پر پہنچا ہوں۔ روم میں ہونے والے زیادہ تر جرا بھیڑیوں ہی کے سر منڈھے جا رہے ہیں۔“

”تو پھر اب ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ مطلب یہ کہ ہم کس طرح محتاط رہیں ان لوگوں کے بارے میں ہماری معلومات بھی ناکافی ہیں۔“ الفروزے نے پُر تفک لہجے میں کہا۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ ”کیا جیمس ہارلے نے اس دورا میں آپ سے رابطہ قائم کیا تھا؟“

”نہیں! البتہ کرنل ہورلیشیو کی گرفتاری کی اطلاع ملنے پر اس نے مجھے اس خطرے سے آگاہ کر دیا تھا۔“

”اوہ... باس تب پھر یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ایکسٹو ہی کے کس ایجنٹ کے ہاتھوں مارا گیا ہو۔“

”بات دراصل یہی ہے کہ میں خود بھی ابھی تک اس سلسلے میں کسی حتمی نتیج پر نہیں پہنچ سکا ہوں۔“ باس نے طویل سانس لے کر کہا۔

”اور پھر میں یہ بھی جانتا ہوں کہ دنیا کی کوئی طاقت کرنل ہورلیشیو کو زبان کھولنے پر مجبور نہیں کر سکتی!“ الفروزے بولا۔ ”ہماری طرف ان کا رُخ اس صورت میں ہو سکے گا جب وہ ہمارے متعلق کچھ جانتے ہوں۔ خیر اندیشیوں قانونی بزنس بے داغ ہے۔“

"سوال کرنل ہوریشیو کا نہیں ہے۔ اس کے ساتھ دو افراد اور بھی ایسے تھے جنہیں ہمارے اندرونی معاملات کا علم تھا۔ بعض لوگوں پر اعتماد کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا اصل بزنس کیا ہے۔"

"جانتا ہوں باس! اور اکثر سوچتا رہتا ہوں کہ ہمارا طریق کار یکسر غلط ہے۔ ایسے بزنس میں سربراہ کے علاوہ اور کسی کو بھی بنیادی مقاصد کا علم نہ ہونا چاہیئے۔!"

"میرے حریف ایکسٹو کا طریق کار اس کے برعکس ہے اس کے ماتحت نہیں جانتے کہ وہ کون ہے، کہاں رہتا ہے اور اپنے آرگنائزیشن کو کس کس طرح کنٹرول کرتا ہے۔"

"واقعی ہم دشواری میں پڑ گئے ہیں۔" الفرونزے پر تفکر لہجے میں بولا۔ "لیکن ہمارا تو کام ہی دشواریوں سے گزرنا ہے۔"

"میں یہی سننا چاہتا تھا۔" باس کی بے مروت آنکھوں سے ہلکی سی گرم جوشی جھلکنے لگی۔

*

جیمسن اور جوزف جینوا کی سڑکوں پر مٹرگشت کرتے پھر رہے تھے۔
ران ایک بار پھر ان سے بچھڑ گیا تھا یہاں بھی ان کے پاس کسی کا فون نمبر تھا۔
ں پر مقررہ اوقات کے مطابق رنگ کر کے انہیں اپنے لئے پروگرام طلب کرنا
تا تھا لیکن آج تیسرے دن بھی انہیں یہی ہدایت ملی تھی کہ جس طرح چاہیں وقت
ذاریں فی الحال ان کے لئے کوئی کام نہیں ہے۔

"ایک بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔" دفعتاً جوزف بولا۔

"ایک کیا دس بھی ہوں تو تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی۔" جیمسن نے لاپ
سے شانوں کو جنبش دی۔

"نہیں سنجیدگی سے سنو! آخر ہمارا مصرف کیا ہے۔"

"تمہارا مصرف کچھ بوتلیں اور میرا مصرف کچھ بھی نہیں ہے۔ کل جس عور
نے ساحل پر ملنے کا وعدہ کیا تھا وہ بھی نہیں ملی۔"

"سارے کام تو وہ خود نپٹاتے پھر رہے ہیں۔"

"آخر تمہیں کب یقین آئے گا کہ تم قربانی کے بکرے ہو۔"

"تو پھر قربانی ہی ہو جاتی۔"

"ہو جائے گی کسی دن۔۔۔۔ فکر نہ کرو۔"

"اوہو۔۔۔" جوزف چونک کر گھڑی دیکھتا ہوا بولا۔ "کال کرنے
وقت ہونے والا ہے۔ صرف سات منٹ رہ گئے۔ کسی بار یا ریستوران
میں چلو!"

"بار میں نہیں ریستوران میں۔" جیمسن نے کہا۔

"بار میں بیٹھ کر کبھی نہیں پیتا۔"

"اس لئے ریستوران ہی میں مناسب رہے گا۔ آؤ۔"

وہ ایک قریبی ریستوران میں داخل ہوئے یہاں سلف سروس
قاعدہ رائج تھا۔ انہوں نے جلدی جلدی اپنے لئے کچھ چیزیں خریدیں اور
ایک میز سنبھال لی۔ جوزف گھڑی دیکھتا رہا تھا۔

"وقت ہو گیا۔۔۔ جاؤ۔" جوزف نے کاؤنٹر کی طرف اشارہ کیا۔

جیمسن اٹھ کر کاؤنٹر کے قریب آیا اور کلرک کو کال کا کوپن دے

فون پر مذکورہ نمبر ڈائیل کئے اور دوسری طرف سے جواب ملنے پر ماؤتھ پیس میں بولا۔ ”بے اسپیکنگ۔ !“

”ہولڈ آن کرو !“ دوسری طرف کہا گیا۔ کچھ دیر بعد اس نے عمران کی آواز سنی تھی۔

”ہیلو ہینڈسم !“

”اوہ... شکر ہے کہ آپ کی آواز تو سنائی دی۔“ جیمسن بولا۔

”لیکن میں اس عورت کا بدل تو نہیں ہو سکتا جس نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ آج ساحل پر تمہارا انتظار کرے گی۔“

”خدا کی پناہ۔ آپ جانتے ہیں۔“

”کیوں نہیں !“

جیمسن نے قہقہہ لگایا اور بولا ”میں سمجھ گیا۔“

”کیا سمجھ گئے ؟“

”آپ ہمارے چال چلن کی تصدیق کرنے کے لئے ہمیں یہاں لائے ہیں۔“

”تم اپنے ساتھ اس کالے کو بھی تباہ کرو گے۔“

”تباہ ہونے کی صلاحیت سرے سے رکھتا ہی نہیں بے چارہ۔“

”اچھا شٹ اپ... جاؤ۔ وہ عورت وہیں تمہاری منتظر ہے۔“

”کیا آپ سنجیدگی سے کہہ رہے ہیں ؟“

”تمہیں وہ جگہ یاد ہے نا جہاں اُس نے ملنے کو کہا تھا۔“

”جی ہاں ! اچھی طرح یاد ہے۔“

”وہیں سے مغرب کی طرف سیدھے چل پڑنا قریباً ڈھائی تین فرلانگ کے فاصلے پر ایک ڈوک نظر آئے گا جہاں بڑی بڑی لانچیں لنگر انداز رہتی ہیں۔

ہائی لیو نامی لانچ تلاش کرنی ہے تمہیں۔“

”اور وہ عورت ؟“

”پچھلی رات کسی اور کے نکاح میں آ گئی۔ تمہارے لئے دوسری تلاش کر دوں گا !“

”میں سمجھ گیا۔ !“ جیمسن نے فیصلے لہجے میں کہا۔ ”لانچ تلاش کر لینے کے بعد کیا کرنا ہو گا۔“

”لانچ کی نگرانی !“

”کب تک ؟“

”فی الحال اُسے تلاش کرنا ہے۔ مل جانے پر تم وہیں سے اس فون نمبر پر اطلاع دو گے۔“

”جوزف کے لئے کوئی پیغام !“

”کم سے کم پینے کی کوشش کرے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔

جیمسن نے صرف پیغام ہی جوزف تک پہنچایا تھا اور اپنی خریدی ہوئی اشیاء پر ٹوٹ پڑا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے صرف پیٹ بھرنے کی ہدایت فون پر موصول ہوئی ہو۔

”باس نے اور کچھ نہیں کہا۔“ جوزف نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا

”خوب ڈٹ کر کھاؤ۔ پھر پتہ نہیں کب کھانا نصیب ہو۔“

جوزف نے شانوں کو جنبش دی اور سر جھکا کر کھانے میں مشغول ہو گیا

جیمسن پھر اُٹھ کر کاؤنٹر کی طرف چلا گیا تھا اُس نے کافی طلب کی اور ٹرے اٹھائے ہوئے دوبارہ میز پر آ گیا۔

کافی پیتے وقت اس نے جوزف کو بتایا کہ اب انہیں کیا کرنا ہے

"ٹھیک ہے! یہ ہوئی ناکام کی بات!" جوزف کی دانت نکل پڑے

"لیکن اگر ہمیں ڈوک پر پہنچنے سے روکا گیا تو" جمیسن بولا۔

"روکا تو جائے گا۔ لیکن تم شاید یہ بھول گئے کہ ہمارے پاس یہاں کے محکمہ صحت کے شناخت نامے موجود ہیں۔ ہم روکنے والوں کو وہاں اپنی موجودگی کا کوئی سبب بتا سکیں گے۔"

"شناخت نامے اصلی ہرگز نہیں ہو سکتے۔"

"نہ سہی۔" جوزف نے لاپرواہی سے کہا۔

"دھر لئے جائیں گے۔"

"کیا غم ہے۔ تم پہلے خود کو قربانی کا بکرا تسلیم کر چکے ہو۔" جوزف مسکرا کر بولا۔

"صرف تم ہو۔ میں ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچا۔"

"میں پہنچا دوں گا۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔"

"میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں کی آب و ہوا میں تم بہت زیادہ چہک رہے ہو۔" جمیسن جھنجھنا کر بولا۔

"بحر روم کی آب و ہوا میری صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔"

"چلو اٹھو۔ ہمیں دن رہے ہی وہاں پہنچنا ہے۔"

پھر ایک بس میں بیٹھ کر وہ ساحلی علاقے کی طرف روانہ ہوئے تھے

"یہاں تمہاری نسل کے لوگ خاصے دکھائی دیتے ہیں۔" جمیسن کچھ دیر بعد بولا۔

بس میں کئی سیاہ فام افریقی موجود تھے۔

"ہم کہاں نہیں مسٹر۔" جوزف بولا۔ "اب ہمارا زمانہ آ رہا ہے پورے یورپ پر قبضہ کریں گے۔"

"پیدل۔۔۔!"

"یہی سمجھ لو۔ پیدل ہی کچھ دنوں کے بعد سوار کہلاتے ہیں۔ اونہہ کیوں فضولیات میں پڑے ہو۔ کام کی سنو! اگر ہمیں ڈوک پر جانے سے روکا جائے تو تم محکمہ صحت کا شناخت نامہ پیش کر دینا۔"

"موجودگی کی وجہ پوچھی جائے گی۔" جمیسن جھنجھنا کر بولا۔

"نہایت آسانی سے وجہ بھی بتا سکو گے۔ کہہ دینا تمہیں اطلاع ملی ہے کہ ہائی لیو پر ٹائیفائڈ کا کوئی مریض موجود ہے اس طرح تمہیں ہائی لیو کی پوزیشن بھی معلوم ہو جائے گی۔"

"بات تو ٹھیک ہے۔" جمیسن سر ہلا کر بولا۔ "لیکن اگر ہائی لیو والوں نے اس جھوٹ پر کوئی ہنگامہ برپا کر دیا تو؟"

"تم فکر نہ کرو۔ میں ان میں سے کسی نہ کسی کو ٹائیفائڈ کا مریض بنا دوں گا۔"

"لیکن ہمیں صرف نگرانی کی ہدایت ملی ہے اور اس کی ڈوک پر موجودگی کی اطلاع بھی دینی ہوگی۔"

"کاش مجھے بھی اطالوی آتی ہوتی۔" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"آجائے گی اگر ڈوک پر پٹائی ہو گئی۔"

"بس خاموش بیٹھے رہو۔"

جمیسن برا سا منہ بنائے ہوئے دوسری طرف دیکھنے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر اس قسم کی کوئی بات کی گئی تو ڈوک کا کوئی گارڈ ان کے ساتھ ہائی لیو تک جائے گا اور بات بڑھ جائے گی۔ ویسے شناخت نامے کے استعمال کی حد تک تو جوزف کا

مشورہ معقول تھا۔ خیر! کوئی اور بات بنائی جائے گی شناخت نامے کے توسط سے۔

ساحل پر پہنچ کر وہ ڈوک کی طرف چل پڑے۔ سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا۔

اندیشے کے مطابق انہیں گیٹ پر روکا گیا اور انہوں نے اپنے شناخت نامے دکھائے۔

”کوئی خاص بات!“ گارڈ نے پوچھا۔

”ہمارے آفیسر کا ایک دوست لانچ پر موجود ہے اس سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں۔“ جیمسن نے کہا۔ ”براہ کرم ہمیں لانچ کی پوزیشن سے آگاہ کرو۔“

”خود جاکر دیکھ لو۔ ہمارے پاس ایکسچینج کا نقشہ نہیں ہوتا۔“ گارڈ نے ترش روئی سے کہا۔

”شکریہ!“ کہہ کر جیمسن آگے بڑھ گیا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

ڈوک پر بہت سی لانچیں لنگر انداز تھیں۔ ہائی ٹیو کو ڈھونڈھ نکالنے میں قریباً بیس منٹ صرف ہوئے تھے۔ یہ ایک شاندار لانچ ثابت ہوئی تھی کسی مالدار آدمی کی بحری تعیش گاہ معلوم ہوتی تھی۔

”سوال تو یہ ہے کہ اب اس کی نگرانی کریں کہ ٹیلی فون تلاش کرتے پھریں۔“ جیمسن بڑبڑایا۔

”میں یہیں ہوں۔“ جوزف بولا۔ ”تم ڈوک کے گیٹ سے فون کرو جاکر۔“

”ضروری نہیں کہ وہاں مجھے فون استعمال کرنے دیا جائے۔“

”غالباً تم پھر بھول گئے کہ تمہارے پاس محکمہ صحت کا شناخت نامہ موجود ہے۔“ جوزف نے خشک لہجے میں کہا۔

”ہوں.... اچھا میں دیکھتا ہوں۔“ جیمسن نے کہا۔ ”تم محتاط رہنا۔ کیوں کہ

تمہیں اطالوی نہیں آتی۔“

”جاؤ.... میری فکر نہ کرو۔“

جیمسن گیٹ کی طرف پلٹ آیا اور اسی گارڈ سے گفتگو کرنے لگا جس نے ان کے شناخت نامے دیکھے تھے۔

”ہمارا فون عام استعمال کے لئے نہیں ہے۔“ گارڈ اسے گھورتا ہوا بولا۔

”لیکن میں عام آدمی نہیں ہوں۔ تم ابھی میرا شناخت نامہ دیکھ چکے ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ تمہیں اس کے لئے جوابدہی بھی کرنی پڑے۔“

”کسے کال کرو گے؟“

”اپنے آفیسر کو۔ اس کا دوست بیمار ہو گیا ہے۔ ایمبولینس طلب کرکے اسے یہاں سے لے جائیں گے۔“

ٹھیک اسی وقت جیمسن نے محسوس کیا کہ کوئی اس کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا ہے۔ گارڈ کی نظر بھی اس کی طرف اٹھ گئی تھی۔

میری بات کا جواب نہیں دیا تم نے۔ جیمسن نے گارڈ کو مخاطب کیا۔

”تم یہاں سے فون نہیں کر سکتے۔“ عقب سے آواز آئی۔

جیمسن نے مڑنے سے قبل گارڈ کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ دیکھی تھی۔

”کیوں جناب؟“ جیمسن نے اجنبی سے پوچھا۔ لباس سے وہ کوئی جہاز راں ہی معلوم ہوتا تھا۔

”وجہ تمہیں بتائی جا چکی ہے۔ لیکن اگر چاہو تو میرے ساتھ کہیں اور چل کر فون کر سکتے ہو۔“

”میں تو یہیں سے کروں گا.... میرے آفیسر نے یہی کہا تھا۔“

”کیا نام ہے تمہارے آفیسر کا....!“

"ڈونٹی امرانو۔" جیمسن نو وارد کو گھورتا ہوا بولا۔

"اچھا۔۔۔ اچھا۔" وہ سر ہلا کر بولا۔ "کس محکمے سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"محکمۂ صحت سے۔" جیمسن نے کہا وہ سوچ رہا تھا کہ کہیں اس شخص کا تعلق اسی لانچ سے نہ ہو جس کے بارے میں اس نے گارڈ سے پوچھ گچھ کی تھی۔

"یہاں محکمۂ صحت کا کیا کام!"

"مجھے تو تمہاری صحت بھی اچھی نہیں معلوم ہوتی۔" جیمسن اسے بغور دیکھت ہوا بولا۔

"میری صحت کو کیا ہوا ہے؟"

"تمہارے پیٹ میں کیچوے معلوم ہوتے ہیں۔"

"مت بکواس کرو۔" نو وارد نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔ "فون کرنا ہے تو چلو میرے ساتھ۔"

"میں اب سرے سے فون کروں گا ہی نہیں۔"

"پھر بھی تمہیں میری لانچ تک چلنا پڑے گا۔"

"کیوں—؟"

"اس میں تمہارا فائدہ ہے میری مدد کے بغیر تم کامیاب نہیں ہو سکو گے۔"

جیمسن کے کان کھڑے ہو گئے اور وہ جہازراں کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"کیا تمہاری لانچ پر لاسلکی ٹیلی فون لگا ہوا ہے۔"

"یہی بات ہے۔" اس نے مسکرا کر اسے آنکھ ماری۔

"چلو!" جیمسن آگے بڑھتا ہوا بولا۔

کچھ دور جا کر اجنبی نے کہا "چرس فروخت کرنا چاہتے ہو۔"

جیمسن چلتے چلتے رک گیا۔ "کیا میں صورت سے چرس فروش لگتا ہوں۔"

اس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"محکمۂ صحت سے تعلق ہے نا تمہارا؟"

"بالکل ہے۔"

"اور تم چرس فروخت نہیں کرتے۔"

"قطعی نہیں!"

"تو پھر یہاں کیا جھک مارنے آئے ہو۔ میں جانتا ہوں کہ محکمۂ صحت کے غیر ملکی ملازم زیادہ تر چرس کا کاروبار کرتے ہیں اور محکمے کے سربراہ کو اس کے لئے معقول معاوضہ ادا کرتے ہیں۔"

"تم مجھے فون کال کرانے لائے تھے۔"

"کیا تم میرے بہنوئی ہو کہ میں تم پر خواہ مخواہ احسان کروں گا۔" جہازراں نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ جیمسن جہاں تھا وہیں کھڑا رہا محکمۂ صحت اور چرس فروشی؟ بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی— پھر وہ تیزی سے اس طرف چل پڑا جہاں جوزف کو چھوڑ آیا تھا۔ چرس اور محکمۂ صحت کا معاملہ اتنا مضحکہ خیز تھا کہ وہ سوچ سوچ کر مسکراتا رہا۔ لیکن یہ مسکراہٹ برقرار نہ رہ سکی کیونکہ جوزف اپنی جگہ سے غائب تھا اور ہائی لیو نامی لانچ کا بھی دور دور تک پتہ نہیں تھا۔ وہ احمقوں کی طرح ادھر ادھر بھٹکتا پھرا۔ لیکن ہائی لیو ڈوک کے کسی حصے میں بھی نہ دکھائی دی۔

دفعتاً اسے وہی جہازراں ایک لانچ کے عرشے پر کھڑا دکھائی دیا جس نے کچھ دیر پہلے اس سے چرس طلب کی تھی۔ جیمسن نے زور زور سے ہاتھ ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"کیا ہے؟" وہ وہیں سے غرایا۔

”میں ایک دشواری میں پڑ گیا ہوں پیارے بھائی! میری مدد کرو۔ میں تمہارا مسئلہ حل کر دوں گا۔“

وہ عرشے سے اتر کر ڈوک پر آ گیا۔

”کیا بات ہے؟“

”میرا ایک ساتھی اور بھی تھا جسے میں ہائی لیو کے قریب چھوڑ کر فون کرنے گیا تھا۔“

”اچھا تو پھر؟“

”اب نہ کہیں اس کا پتا ہے اور نہ ہائی لیو کا۔“

”تو پھر میں کیا کروں؟“

”تم سمجھتے کیوں نہیں پیارے بھائی۔ چرس اسی کے پاس تھی۔ ہم دراصل اطمینان کئے بغیر مال کسی کو نہیں دیتے۔“

”کیا ہائی لیو پر فروخت کرنی تھی؟“

”ہرگز نہیں... میرا خیال ہے کہ میرے ساتھی سے زبردستی کی گئی ہے کیا سمجھے اغوا۔ ہزاروں لیرے کی چرس اس کے پاس تھی۔“

”اگر تم پہلے ہی مجھے بتا دیتے۔“

”چھوڑو ان باتوں کو۔ اب تو کال کرا دو۔ میرے ساتھی کی زندگی خطرے میں ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ وافر مقدار میں بالکل مفت...“

”بکواس مت کرو۔“

”یقین کرو... میں تمہارے پاس لانچ ہی پر موجود رہوں گا جب تک چرس پہنچ نہیں جائے گی! میں اپنے آفیسر کو فون کروں گا وہ بھی میرا ہم قوم ہے اطالوی نہیں ہے کہ تم کسی قسم کا خطرہ محسوس کرو۔“

”اچھی بات ہے۔ چلو!“ جہازراں طویل سانس لے کر بولا۔

وہ جیمسن کو لانچ پر لایا تھا۔

”میرے آفیسر کی اطالوی زیادہ اچھی نہیں ہے اس لئے میں اس سے اپنی ہی زبان میں گفتگو کروں گا۔ تمہیں اس پر کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا؟“ جیمسن نے ملتجیانہ انداز میں کہا۔

”نہیں... نہیں... تم اپنا کام کرو“ جہازراں بولا۔ ”میرا نام انٹونیو ہے بہت شریف آدمی ہوں بے وجہ کسی پر شبہ نہیں کرتا... تمہارا نام...؟“

”جیمسن...!“

دونوں نے گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

پھر جیمسن نے لاسلکی فون پر آپریٹر کو عمران کے فون نمبر بتائے تھے اور جلد ہی رابطہ قائم ہو گیا تھا۔ اردو میں اپنی کہانی دہراتے ہوئے اس نے کہا ”میں بگل نامی لانچ پر ہوں۔“

”ٹھیک ہے۔ وہیں ٹھہرو... چرس بھی پہنچ جائے گی فکر نہ کرو...!“ دوسری طرف سے عمران کی آواز آئی۔

سلسلہ منقطع کر کے جیمسن انٹونیو کی طرف مڑا اور بولا ”وہ کسی کو بھیج رہا ہے اور تمہارے لئے کم از کم اتنی چرس ضرور آئے گی کہ ایک ماہ تک عیش کرو۔“

”انٹونیو کو تم اپنا بہترین دوست پاؤ گے“ اس نے ایک بار پھر جیمسن سے مصافحہ کیا۔

”ہائی لیو کس کی لانچ ہے۔“

”پتہ نہیں... دن بھر درجنوں آتی جاتی رہتی ہیں۔“

”یہاں سے نہ جانے کہاں گئی ہو“ جیمسن کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"ہو سکتا ہے! تمہارا ساتھی کسی اور لانچ پر سودا کر رہا ہو۔"

"یہ ناممکن ہے! اسے سودا کرنے کا اختیار نہیں۔ میری عدم موجودگی میں کسی سے بات نہیں کر سکتا۔" جیمسن بولا۔

آدھے گھنٹے بعد خود عمران ہی وہاں پہنچا تھا۔ حسب وعدہ چرس بھی لایا تھا۔

"اب بتاؤ! میں تم لوگوں کے لئے کیا کروں۔" انتھونیو بے حد مسرت ظاہر کرتا ہوا بولا۔

"اگر ممکن ہو تو ہم سارے ڈوک دیکھ لیں۔" عمران نے کہا۔ "لیکن شاید تم اپنے مالک کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کر سکو۔"

"مالک کی عدم موجودگی میں پورے بحر روم کا چکر لگا سکتا ہوں۔ مجھ پر کوئی پابندی نہیں دوستو۔"

"تب پھر اسے تلاش کرنا بے حد ضروری ہے ہزاروں کا مال ہے اس کے پاس۔" جیمسن بولا۔

"دوستوں کے لئے جان کی بازی بھی لگا سکتا ہوں۔ چلو ابھی دیکھتے ہیں۔" انتھونیو نے جیمسن کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔

عمران نے خاموشی اختیار کر لی تھی۔

تھوڑی دیر بعد لانچ نے لنگر اٹھا دیا۔

جوزف ہائی لینا نامی لانچ کے قریب ہی کھڑا تھا لیکن انداز ایسا نہیں تھا،

جیسے اس لانچ سے اُسے کوئی دلچسپی ہو۔ بس ایسا لگتا تھا جیسے اس جگہ رک کر کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ دفعتاً ایک آدمی لانچ سے اترا اور اُس کے قریب آ کھڑا ہوا۔ یہ اطالوی ہی معلوم ہوتا تھا۔

"تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟" اس نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا۔ لیکن سوال اطالوی زبان میں کیا گیا تھا اس لئے جوزف ہونقوں کی طرح منہ پھاڑے کھڑا رہا۔

"کیا تم نے سُنا نہیں؟"

"تم کیا کہہ رہے ہو! میں نہیں سمجھ سکتا۔" جوزف نے انگلش میں کہا۔

"اوہ...!" وہ اُسے گھورتا ہوا انگلش میں بولا۔ "تم یہاں کیوں کھڑے ہو؟"

"کیا یہاں کھڑے ہونے پر کوئی پابندی ہے! میرا تعلق محکمہ صحت سے ہے۔"

"خوب... میرے لئے بالکل نئی اطلاع ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"سرکاری محکموں میں کسی ایسے غیر ملکی کو ملازمت نہیں ملتی جو اطالوی نہ بول سکتا ہو۔"

"میں صرف کام کرتا ہوں۔" جوزف نے غصیلے لہجے میں کہا۔ "بولنا میرے فرائض میں شامل نہیں ہے۔"

اطالوی نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ ہلائے تھے لیکن پھر اس نے پھرتی سے ریوالور نکال لیا اور دانت پیس کر بولا۔ "لانچ پر چلو۔"

جوزف نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ لیکن اسی طرح کھڑا رہا۔ آس پاس بالکل سناٹا تھا۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔

یہ حرکت قطعی غیر قانونی ہے تمہیں جواب دہ ہونا پڑے گا۔" جوزف غصیلے

لہجے میں بولا۔

"چلو۔" اُس نے ریوالور کو جنبش دی۔

جوزف خاموشی سے لانچ کی طرف مڑ گیا تھا۔ عرشے پر دو آدمی اور بھی نظر آئے۔ ان کے ہاتھوں میں بھی ریوالور تھے۔ کچھ کر گزرنے کا موقع ان کی موجودگی کی بناء پر ہاتھ سے نکل گیا۔ طوعاً و کرہاً اسے لانچ پر جانا پڑا۔ وہ ایک بڑے کیبن میں داخل ہوئے۔ سب سے پہلے جوزف کی جامہ تلاشی لی گئی لیکن کوئی ایسی چیز برآمد نہ ہو سکی جس کی بناء پر اس کی شخصیت مشتبہ قرار دی جا سکتی۔

"اوہو... شناخت نامہ بھی موجود ہے محکمہ صحت کا۔" انگلش بولنے والے اطالوی نے کہا۔

ارے تو کیا میں فراڈ ہوں۔" جوزف جھنجھلا کر بولا۔

"یہ شناخت نامہ جعلی ہے۔"

"کیوں شامت آئی ہے تمہاری۔" جوزف غرایا۔

وہ کچھ نہ بولا۔ غور سے جوزف کو دیکھے جا رہا تھا جیسے کسی سوچ میں پڑ گیا ہو۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے اطالوی میں کہا۔ "اسے نیچے لے چلو۔"

دونوں نے آگے بڑھ کر اپنے ریوالور جوزف کے پہلوؤں سے لگا دیئے اور اسے لانچ کے نچلے حصے میں لے آئے۔ یہاں اندھیرا تھا۔ ان میں سے کسی نے بلب روشن کر دیا پھر جوزف نے بمشکل خود کو چونک پڑنے سے روکا تھا سامنے ہی ایک سیاہ فام لڑکی اسٹول پر بیٹھی نظر آئی تھی۔ جوزف ہی کی نسل کی معلوم ہوتی تھی۔ اُس نے بھی اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا۔

"اب بتاؤ کہ تم کون ہو؟" جوزف سے پھر پوچھا گیا۔

"کیا تم نے میرے شناخت نامے پر میرا نام نہیں دیکھا۔" جوزف غرایا۔

"تمہاری ہڈیاں چور کر دی جائیں گی۔ اگر زبان نہ کھولی۔"

"میرا نام جوزف موگنڈا ہے۔"

"اور یہ لڑکی کون ہے؟"

"تمہارا دماغ تو چل نہیں گیا... میں کیا جانوں۔"

"لڑکی! یہ کون ہے؟" اس نے کڑک کر پوچھا۔

"میں نہیں جانتی۔ پہلے کبھی نہیں دیکھا۔" وہ مُردہ سی آواز میں بولی۔

"باس کو آنے دو۔" اطالویوں میں سے ایک نے کہا۔ "شاید وہ پہچان ہی لے۔"

"فی الحال باس یہاں موجود نہیں ہے۔"

"خود کچھ کرنے کی بجائے مناسب یہی ہوگا کہ اس پر چھوڑ دیں۔ ہو سکتا ہے ہم سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔"

"ٹھیک ہے۔"

"لیکن لانچ کو یہاں سے ہٹا لے چلو۔"

"کیوں؟"

"ہو سکتا ہے کوئی اس کی تلاش میں ادھر آ نکلے۔"

"بہت اچھا... ہم یہاں سے چلتے ہیں۔"

"تم یہیں ٹھہرو گے۔" انگلش بولنے والے اطالوی نے جوزف سے کہا "اگر کوئی شرارت کی تو زندگی سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔"

"تم لوگ زبردست غلطی کر رہے ہو۔ محکمہ صحت..."

"محکمہ صحت سے تصدیق ہو جانے کے بعد ہی تمہاری گلوخلاصی ہو سکے گی۔"

جوزف انہیں گھورتا رہا اور وہ زینے طے کر کے اوپر چلے گئے پھر دروازہ

بند ہونے کی آواز آئی۔

سیاہ فام لڑکی جوزف کو ٹٹولنے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"تم کون ہو بھائی؟" وہ بالآخر بولی۔

"میں کوئی بھی ہوں۔ لیکن تم ان لوگوں کی قیدی معلوم ہوتی ہو۔"

"یہی بات ہے۔" وہ سر ہلا کر بولی۔

"کیا قصہ ہے؟ لیکن ٹھہرو... کس ملک سے تمہارا تعلق ہے۔"

"نائیجیریا سے۔"

"آہا... تب تو ہم اپنی مادری زبان میں گفتگو کر سکیں گے۔ بے حد خوشی ہوئی" جوزف اظہار مسرت کے لیے مسکرایا تھا۔

"مگر تم ہو کون؟" لڑکی اُسے گھورتی ہوئی اپنی زبان میں بولی۔

ان لوگوں نے کسی غلط فہمی کی بناء پر مجھے پکڑ لیا تھا اگر تم قیدی ہو تو شاید انہوں نے مجھے تمہارا ساتھی سمجھ لیا ہوگا۔ میں دراصل محکمہ صحت کا ایک ملازم ہوں۔"

"یا پھر کوئی غدار!" وہ تلخ لہجے میں بولی۔ "میرے غدار بھائی کا ساتھی۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔"

"بتاؤ! میرا بھائی کہاں ہے؟"

"لڑکی یقین کرو۔ ہماری ملاقات محض ایک اتفاق ہے میں تمہارے یا تمہارے کسی بھائی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔"

لانچ کے انجن کی آواز سنائی دینے لگی تھی۔ شاید وہ اس ڈوک کو چھوڑ رہے تھے۔ لڑکی خاموشی سے جوزف کو دیکھتی رہی۔

"اس کشتی کا مالک کون ہے؟" جوزف نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

"میں نہیں جانتی!"

"خیر مجھے کیا؟" جوزف نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا۔

لانچ کا نچلا حصہ دراصل اسٹور تھا۔ کھانے پینے کی چیزوں کی وافر مقدار کے ساتھ ہی "پینے پلانے" کا بھی خاصا اسٹاک دکھائی دیا۔ بہترین قسم کی شراب کی لاتعداد بوتلیں ایک الماری میں چنی ہوئی تھیں۔

"واہ" جوزف جھومتا ہوا بولا۔ "یہ بھی کیا یاد کریں گے کہ کسے قید کیا تھا" اس نے الماری سے ایک بوتل نکالی اور شغل شروع کر دیا۔ لڑکی اسے خوفزدہ نظروں سے دیکھے جا رہی تھی لیکن جوزف کے انداز سے ایسا لگتا تھا جیسے اب اسے وہاں اس کی موجودگی کا احساس تک نہ رہ گیا ہو۔

"تت... تم... یہاں شراب نہیں پی سکتے۔" لڑکی تھوڑی دیر بعد ہکلائی۔

"کیوں؟" جوزف چونک پڑا پھر مسکرا کر بولا۔ "شراب پی کر بالکل بے ضرر ہو جاتا ہوں۔ بے حد شریف۔ مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ابھی ابھی پیدا ہوا ہوں۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہ سمجھنا کہ نوزائیدہ بچوں کی طرح شور مچانے لگتا ہوں کہنے کا مطلب یہ کہ شراب میری معصومیت میں اضافہ کر دیتی ہے"

"اگر تم واقعی قیدی ہو تو انہیں غصہ دلانے کی کوشش مت کرو۔" لڑکی نے کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"تم ان کی شراب پی رہے ہو۔"

"قیدی ان کا ہوں تو پھر شراب کس کی پیوں۔"

"نہیں! تم قیدی نہیں معلوم ہوتے یہاں اس لیے لائے گئے ہو کہ مجھ سے پوچھ گچھ کر سکو۔"

”جو دل چاہے سوچتی رہو۔“ جوزف نے کہا اور ذرا ہی سی دیر میں پوری بوتل صاف کر دی اور اس پر ڈھکن لگا کر اسے دوسری بھری ہوئی بوتلوں کے پیچھے چھپاتا ہوا بولا۔ ”پتہ نہیں اس قید کی میعاد کتنی طویل ہو اس لئے مجھے تھوڑی بہت احتیاط برتنی پڑے گی۔“

لڑکی اسے حیرانی سے دیکھتی رہی۔ جوزف نے طویل انگڑائی لی اور فرش پر لمبا لمبا لیٹ گیا۔

”کیا تم مستقل طور پر یہیں رہتے ہو؟“ لڑکی نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

”ظاہر ہے یہیں کے محکمۂ صحت کا تو ملازم ہوں۔“

”یہاں کے فوجیوں کے بارے میں بھی کچھ جانتے ہو؟“

”مجھے فوجیوں سے کیا سروکار۔ فوج کا محکمہ صحت ہم سے متعلق نہیں ہے۔“

”میں یہاں اپنے بھائی کے ساتھ آئی تھی۔ وہ بھی فوجی ہے۔ کرنل موگمبی۔“

”اچھا نام ہے۔“ جوزف لاپرواہی سے بولا۔ ”اگر میں بھی نائیجیریا ہی میں ہوتا تو اب تک جنرل موگنڈا کہلاتا۔“

”تو تم بھی نائیجیریا کے ہو؟“

”کبھی ہوا کرتا تھا اب تو کہیں کا بھی نہیں رہا۔“

”یہاں کب سے ہو؟“

”پچھلے پانچ سال سے۔“

”تمہارے ذمے کون سی خدمت ہے؟“

”ہسپتالوں میں شور مچانے والے بچوں کو ڈرانے کے لئے رکھا گیا ہوں۔“

”شاید اب تمہیں نشہ ہو رہا ہے۔“

جوزف اٹھ بیٹھا اور لڑکی کو بغور دیکھتا ہوا بولا۔ ”مجھے تو تم بھی قیدی

نہیں معلوم ہوتیں۔“

”میں ایک پڑھی لکھی لڑکی ہوں اس لئے تم مجھے بچے جننے والی عورتوں کی طرح پریشان حال نہ پاؤ گے۔“

”پڑھ لکھ کر بھی عورتیں بے وقوف ہی رہتی ہیں۔“

”یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو؟“

”سامنے ہی بیٹھی ہوئی ہے ایک بے وقوف لڑکی۔“

”تم میری توہین کر رہے ہو۔“

”اگر بے وقوف نہیں ہو تو وقت کیوں ضائع کر رہی ہو یہاں سے نکلنے کی سوچو۔“

”نکل کر جاؤں گی کہاں۔ میں نہیں جانتی کہ میرا غدار بھائی کہاں ہے۔ اس ملک سے بھی نہیں جا سکتی کیونکہ میرا پاسپورٹ بھی اسی کے پاس ہے۔“

”آخر تم اپنے بھائی کو غدار کیوں کہہ رہی ہو؟“

”وہ ملک میں مسلح بغاوت کے خواب دیکھ رہا ہے یہاں پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ کچھ بین الاقوامی ٹھگوں کے توسط سے اسلحہ اسمگل کرا کے نائیجیریا بھجوا رہا ہے یہ بات مجھے یہیں آ کر معلوم ہوئی ورنہ میں نائیجیریا ہی میں اسے قانون کے حوالے کرنے کی کوشش کرتی۔“

جوزف پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا لڑکی کہتی رہی ”یہاں پہنچ کر مجھے شبہ ہوا اور میں نے اس کے ملنے جلنے والوں کی گفتگو چھپ کر سننے کی کوشش کرتی رہی پھر ایسے ہی ایک موقع پر کسی نے پیچھے سے مجھ پر حملہ کیا جس کی تاب نہ لا کر میں بے ہوش ہو گئی اور جب سے ہوش آیا ہے اسی لانچ پر ہوں۔“

”آہا... تب تو شاید تمہارے بھائی کو علم ہی نہ ہو کہ تم پر کیا گزری۔“

"خدا جانے۔"

"تمہارے ساتھ ان لوگوں کا برتاؤ کیسا ہے؟"

"برتاؤ میں اس کے علاوہ اور کوئی برائی نہیں کہ انہوں نے مجھے یہاں بند کر رکھا ہے"

"بہر حال۔ تم ان لوگوں سے واقف ہو گئی ہو جن کی مدد سے تمہارا بھائی غیر قانونی طور پر اسلحہ نائیجیریا پہنچانا چاہتا ہے۔"

"ہاں! لیکن ان لوگوں کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کی حکومت بھی ان کے خلاف کسی شکایت پر توجہ نہیں دے گی۔"

"یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔"

"ان لوگوں کا ظاہر بزنس کچھ اور ہے۔"

"میں نہیں سمجھا مسی۔ ذرا وضاحت کرو۔"

"تم بہت زیادہ دلچسپی ظاہر کر رہے ہو۔"

"ہو سکتا ہے تمہارے کسی کام آ سکوں۔"

"ابھی میں تمہاری طرف سے بھی مطمئن نہیں ہوں۔"

"اسی لئے اتنی باتیں کر ڈالی ہیں۔" جوزف مسکرا کر بولا۔

"پریشان ذہن باتوں کی رو میں بہہ جاتے ہیں۔"

جوزف سوچ رہا تھا کہ اس لانچ کی نگرانی کی ہدایت پہونچی تو ملی نہ ہو گی کہیں یہ لڑکی اسے بین الاقوامی خیراندیشوں ہی کی کہانی نہ سنا رہی ہو۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی پھر لڑکی نے کہا۔ "موگمبی میرے بارے میں نہ جانے کیا سوچ رہا ہو؟"

"سوال یہ ہے کہ وہ ایسی مہم پر تمہیں کیوں ساتھ لایا تھا جبکہ تم اس معاملے میں اس کی رازدار بھی نہیں ہو۔"

"کسی معقول وجہ کے بغیر وہ یہاں کا سفر نہیں سکتا تھا۔"

"تو وہ معقول وجہ تم نہیں!"

"ہاں! میرا اور موگمبی کا ایک مشترکہ بزنس بھی ہے۔ ورثے میں ہمیں باپ کا بزنس ملا تھا جس کی دیکھ بھال کی ذمہ داری موگمبی ہی پر ہے۔"

"اچھا... اچھا... میں سمجھ گیا۔"

"ہم اپنے ملک سے اٹلی کے لئے خام مال برآمد کرتے ہیں۔ موگمبی نے مجھے اطلاع دی کہ ہمارا یہاں کا ایجنٹ کچھ بدعنوانیاں کر رہا ہے لہذا اٹلی ہی چل کر اس معاملے کو دیکھنا پڑے گا اسے ملک سے باہر جانے کی اجازت اسی بنا پر ملی تھی یہاں پہنچ کر اس نے کہا کہ وہ ایک ایسے ادارے سے رابطہ قائم کرے گا جو اس قسم کے معاملات کی چھان بین کرتا ہے۔ یہ ادارہ بین الاقوامی خیر اندیش کے نام سے مشہور ہے۔"

"بین الاقوامی خیر اندیش!" جوزف مضحکہ خیز انداز میں بولا۔ "نام تو بڑا خوب صورت ہے۔"

"لیکن وہ خطرناک لوگ ہیں۔ بین الاقوامی مجرموں کا ٹولہ ہے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ انہوں نے تمہیں کیوں قید کیا ہے؟"

"میرا خیال ہے کہ انہوں نے میرے بھائی کی لاعلمی میں مجھ پر نظر رکھی تھی۔"

"خام مال میں مونگ پھلیوں یا کچے چمڑے کے علاوہ اور کیا برآمد کر سکتی ہو گی۔"

"صرف مونگ پھلیاں! ہماری زمینوں پر مونگ پھلیوں کی کاشت ہوتی ہے۔"

اس کے علاوہ بھی اور کوئی چکر معلوم ہوتا ہے۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"مسلح بغاوت کی تیاریاں محض اندرونی معاملہ نہ ہوگا۔ تمہارا بھائی کسی بڑی طاقت کا ایجنٹ معلوم ہوتا ہے۔ مجھے علم ہے کہ ابھی حال میں تمہارے ملک میں یورینیم کے بھاری ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔"

"ہوئے تو ہیں!" وہ جوزف کو غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"موجودہ حکومت نے کسی بڑی طاقت کی پیش کش اس کے سلسلے میں ٹھکر دی ہوگی۔"

"غالباً ایسا بھی ہو چکا ہے۔"

"بس تو پھر یہ سمجھ لو کہ وہ بڑی طاقت اپنے ایجنٹوں کو وہاں برسرِ اقتدار دیکھنا چاہتی ہے۔"

"تم تو میرے ذہن کی کھڑکیاں کھولے دے رہے ہو" وہ حیرت سے بولی۔

"بس آدھی بوتل اور... اس کے بعد تم میرا شمار روشن ضمیروں میں کرنے لگو گی۔"

"گہرے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ سچ سچ بتاؤ تم کون ہو۔"

"جوزف موگنڈا جو مظالم کے خلاف آواز بلند کرتا رہتا ہے خواہ وہ دنیا کے کسی حصے میں بھی ہو رہے ہیں۔"

لڑکی کچھ دیر خاموش رہ کر بولی۔ "میرا نام زلیخا موگمبی ہے۔ میری مدد کرو اچھے آدمی۔ ورنہ پورا شمالی مغربی افریقہ تباہ ہو جائے گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے۔ فکر نہ کرو تمہیں یہاں سے نکال لے جانے کی تدبیر ضرور کی جائے گی۔ ویسے یہاں اس لانچ پر کل کتنے آدمی ہیں۔"

"ان تینوں کے علاوہ ابھی تک اور کوئی نہیں دکھائی دیا۔"

"تم یہاں کب سے قید ہو؟"

"دس روز ہو گئے۔"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمہارا بھائی ابھی یہیں مقیم ہے۔"

"یہ کیسے کہا جا سکتا ہے۔"

"تمہیں اس طرح روکے رکھنے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے۔"

"میری تو کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور مجھے اپنی پرواہ بھی نہیں ہے۔ میں تو صرف یہ چاہتی ہوں کہ میرا ملک تباہی سے بچ جائے۔"

"ان لوگوں کا برتاؤ کیسا ہے تمہارے ساتھ؟"

"برتاؤ نامناسب نہیں ہے۔ میں جب چاہوں ان میں سے کسی کو طلب کر کے اپنی کسی ضرورت سے آگاہ کر سکتی ہوں۔ وہ فوراً تعمیل کرتے ہیں۔"

"تب تو تدبیر ہو جائے گی۔"

"کیا تدبیر ہو جائے گی؟"

"کچھ نہ کچھ تو ہو ہی جائے گی۔" جوزف پھر بوتلوں والی الماری کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔ کیا اب اور پیو گے؟" لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ذرہ برابر بھی نشہ نہیں ہو رہا۔ کمبختوں نے مریضوں کے پینے والی اکٹھی کر رکھی ہے۔" جوزف ایک بوتل اٹھاتا ہوا بڑبڑایا۔ پہلے ہی ہلّے میں پھر اس نے آدھی بوتل صاف کر دی اور آگے پیچھے جھومتا ہوا بولا۔ "اب کچھ بات بنی ہے۔"

"تت... تمہاری آنکھیں خوفناک لگ رہی ہیں۔ مجھ سے دور رہو۔"

"کیا تم کوئی گندی مرغی ہو کہ تم سے دور رہوں۔ بے وقوف لڑکی اپنی بے تکی باتوں سے شہنشاہ جوزف موگنڈا کو پریشان مت کرو۔" پھر وہ بوتل کو مٹھی میں جکڑے اچھلنے کودنے لگا تھا۔ حلق پھاڑ پھاڑ کر اپنے قبیلے کے دیوتاؤں

کو پکار رہا تھا۔

لڑکی خوفزدہ نظر آنے لگی تھی۔ وہ جھپٹ کر دیوار کے قریب پہنچی اور انٹرکوم کا سوئچ آن کر کے چیخنے لگی "بچاؤ۔۔۔ بچاؤ۔ وہ بہت زیادہ پی گیا ہے۔۔۔ پاگل ہو رہا ہے۔"

"میں تمہیں کھا جاؤں گا۔۔۔ ننھی گلہری۔" جوزف دھاڑا۔

اور پھر یک بیک تہہ خانے کا دروازہ کھلا تھا اور دو آدمی سے نیچے آئے تھے۔ "ٹھہرو۔!" ان میں سے وہی غرایا جو انگلش بول سکتا تھا۔

جوزف جھومتا ہوا ان کی طرف مڑا اور قہقہہ لگا کر بولا "میرے تو عیش ہو گئے بھائی۔۔۔ تم لوگ فرشتے ہو۔ اتنی بوتلیں۔۔۔ واہ واہ۔۔۔"

"ارے تو کیا یہ تمہارے باپ کی ہیں۔"

"باپ۔۔۔! باپ کہاں ہے۔۔۔ میں تو یتیم ہوں۔" جوزف گلوگیر آواز میں بولا اور پھر دہاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آدھی بوتل اب بھی اس کے ہاتھ میں تھی۔ روتے روتے خاموش ہو کر اس نے دو گھونٹ لیے اور پھر دہاڑیں مارنے لگا۔

"اسے اوپر لے چلو۔" اطالوی نے اپنے ساتھی سے کہا۔ "ہاتھ پیر باندھ کر ڈال دیں گے اور منہ پر ٹیپ چپکا دیں گے۔"

"میرا خیال ہے کہ اسے یہ بوتل ختم ہی کر لینے دو خود ہی خاموش ہو جائے گا۔" دوسرا بولا۔

جوزف کی یہ حرکت اب بھی جاری تھی۔ روتے روتے خاموش ہوتا اور دو گھونٹ لے کر پھر رونے لگتا۔ لڑکی کا خوف دور ہو چکا تھا اور وہ بے تحاشہ ہنسے جا رہی تھی اور یہ دونوں بھی اس سچویشن سے خاصے محظوظ ہو رہے تھے

بوتل خالی کر کے جوزف ایک بار پھر لہرایا اور فرش پر ڈھیر ہو گیا لیکن وہ اب بھی آہستہ آہستہ کچھ کہے جا رہا تھا۔

وہ دونوں اس کے قریب پہنچے اور اس کو اٹھانے کے لیے جھکے اور پھر انہیں اس کا اندازہ کرنے کی بھی مہلت نہیں ملی تھی کہ جوزف نے کس طرح ان کی گردنیں پکڑ کر سر ٹکرائے تھے۔ اور خود قلابازی کھا کر سامنے کھڑا ہوا تھا پھر وہ انہیں دوبارہ سنبھلنے کا موقع دینے والا کہاں تھا۔ دوسری بار ان کے سر فرش سے ٹکرائے تھے۔

لڑکی دم بخود کھڑی تھی۔ اسی دوران میں جوزف نے اسے انٹرکوم کا سوئچ آف کر دینے کا اشارہ بھی کیا تھا اور اس نے کسی سحر زدہ کے سے انداز میں تعمیل کی تھی۔

دونوں اطالوی اب بے ہوش پڑے تھے اور جوزف لڑکی سے کہہ رہا تھا "لو تدبیر ہو گئی نا۔"

"تت۔۔۔ تو۔۔۔ تم نشے میں نہیں ہو۔" لڑکی بوکھلائے ہوئے انداز میں ہکلائی۔

"نشے کی بات کر رہی ہو تم۔۔۔ بس ذرا سی گرمی آئی ہے خون میں پتا نہیں کیسی شراب ہے۔"

"اب کیا ہوگا؟"

"تمہاری اور میری رہائی۔ اوپر صرف ایک ہی ہوگا۔ انجن روم میں۔"

جوزف نے ان دونوں کی جامہ تلاشی کے بعد ایک ریوالور برآمد کیا۔

اور اسے اپنے قبضے میں کر کے ان کے ہاتھ پیر باندھ دیے۔"

"تم یہیں ٹھہرو!" اس نے لڑکی سے کہا "میں اوپر جا رہا ہوں۔"

* * *

وہ تینوں انجن روم ہی میں تھے اور لانچ سمندر کا سینہ چیرتی تیزی سے ایک سمت چلی جا رہی تھی۔ انہوں نے اب تک دو ڈوک دیکھے تھے لیکن وہاں ہائی لیو کا سراغ نہیں ملا تھا۔

بیگل کا اسٹورکر انٹونیو ایک زندہ دل آدمی ثابت ہوا تھا۔ تینوں اس اس طرح گھل مل کر گفتگو کر رہے تھے جیسے برسوں کے ساتھی ہوں۔ انٹونی کہہ رہا تھا "میرا مالک بہت مست آدمی ہے۔ کبھی کبھار تفریحی مقاصد ک لیے لانچ استعمال کرتا ہے اور یہ کبھی نہیں دیکھتا کہ اس کی عدم موجودگی م کتنا ایندھن خرچ ہوا ہے لہذا تم لوگ بالکل پرواہ نہ کرو تمہارے ساتھی کو تلاش کر کے ہی دم لوں گا لیکن ایک بات پہلے ہی سے بتا دوں کہ میں ذاتی طو پر لڑائی بھڑائی سے دُور بھاگتا ہوں۔ اگر ایسی کوئی بات ہوئی میں دور سے تماشا دیکھوں گا اور دل ہی دل میں تم لوگوں کی کامیابی کے لیے دعا کرتا رہوں گا۔"

"دعا بھی ہم خود ہی کر لیں گے تم بس تماشا دیکھنا" عمران نے کہا۔

"تم جھوٹ کیوں بولے تھے؟" دفعتاً انٹونیو نے جیمسن سے سوال کیا۔

"میں نہیں سمجھا پیارے بھائی..."

"تم نے کہا تھا کہ تمہارے انفیسر کی اطالوی اچھی نہیں ہے لیکن یہ تو پڑھے لکھے اطالویوں کی طرح گفتگو کرتا ہے۔"

"غالباً اُس نے مجھے فون کرنے سے قبل ایسی کوئی بات کہی ہوگی" عمران بولا۔

"ہاں اسی وقت..."

"محض اس لیے کہ یہ فون پر اطالوی میں چرس کے بارے میں گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ایکس چینج پر ہماری گفتگو سُنی جا سکتی ہے"

"مجھے تو اس کا خیال ہی نہیں آیا تھا" انٹونیو نے کہا۔

"اور مجھے بہت جلدی تھی۔ بحث میں وقت نہیں ضائع کرنا چاہتا تھا" جیمسن بولا۔

"میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں دوست۔" انٹونیو اس کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

وہ چوتھے ڈوک کے قریب پہنچنے والے تھے انٹونیو نے انہیں بتایا۔

"اگر ہائی لیو وہاں بھی نہ ہوئی تو پھر؟" جیمسن نے سوال کیا۔

"تو پھر وہ کھلے سمندر کی طرف نکل گئی ہوگی تاکہ تمہارے ساتھی کو غرق کیا جا سکے۔" انٹونیو نے سرد لہجے میں کہا۔ "چرس چھین لیں گے اور اس کا گلا گھونٹ کر پانی میں پھینک دیں گے۔"

"ایسے بے وقوف آدمی کا یہی انجام ہونا چاہیئے۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا

"ایسا نہ کہو۔ اس کے پاس ہزاروں لیرے کی چرس ہے۔" انٹونیو نے مغموم لہجے میں کہا۔

لانچ کی رفتار اس نے کم کر دی تھی۔ ڈوک نزدیک تھا۔ دفعتاً اس نے فتح کا نعرہ لگایا "ہے... ہے... ہائی لیو موجود ہے۔"

"کیا ایسی پوزیشن میں ہے کہ تم اس کے برابر ہی اینکر کر سکو؟" عمران نے انٹونیو سے پوچھا۔

"بالکل ہے۔"

"بس تو پھر یہی کرو۔"

لانچ آہستہ آہستہ تیرتی ہوئی ہائی ہیو کے قریب جا رکی اور لنگر ڈال دیا گیا

"اب مجھے کیا کرنا ہوگا؟" انٹونیو نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں!" عمران بولا "تم اپنی لانچ پر ٹھہرو گے۔ ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔"

"تم مجھے ہر قدم پر اپنا دوست پاؤ گے۔"

"بہت بہت شکریہ!" عمران نے کہا اور جمیسن سے بولا "فی الحال تم بھی یہیں ٹھہرو۔ میں ہائی ہیو پر جا رہا ہوں۔"

"او کے... یور میجسٹی... !"

پھر ایک لمبی چھلانگ اسے ہائی ہیو کے عرشے پر لے گئی تھی لیکن اسے کسی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ چاروں طرف سناٹا تھا۔ دفعتاً اس نے اونچی آواز میں کہا "میں قانون کے نام کیپٹن کو مخاطب کر رہا ہوں۔ کیبن سے باہر آؤ۔"

لیکن جواب میں نہ کوئی آواز سنائی دی اور نہ کوئی عرشے ہی پر آیا۔ عمران بغلی ہولسٹر پر ہاتھ رکھے ہوئے آہستہ آہستہ انجن روم کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اچانک اس نے "باس" کا نعرہ سنا تھا۔ آواز جوزف ہی کی تھی۔ وہ انجن روم کی بغلی کھڑکی سے سر نکالے اسے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

"فرمایئے... کیا مشاغل ہیں۔" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا

جوزف کے دانت نکل پڑے۔

"سب ٹھیک ہے باس۔ اس وقت لانچ میرے قبضے میں ہے لیکن میں اسے چلا نہیں سکتا۔"

عمران نے انجن روم میں پہنچ کر دیکھا کہ اطالوی فرش پر بندھا پڑا ہے۔ جس کے منہ پر ٹیپ چپکا دیا گیا تھا۔ اور اس کے قریب ہی ایک سیاہ فام لڑکی تھی

"کیا چکر ہے۔" عمران جوزف کو گھورتا ہوا بولا۔

"وہ نیچے بھی ہیں۔ کل تین آدمی تھے.... اور یہ بے چاری۔"

"اس بے چاری کا قصور بتاؤ۔"

"ہمارے مطلب کی کہانی ہے باس۔"

"تم سے صرف نگرانی کے لئے کہا گیا تھا۔"

"میں کیا کرتا۔ یہ لوگ زبردستی مجھے لانچ پر لائے تھے۔" جوزف نے کہا اور لڑکی کی کہانی دہرانے لگا۔

عمران کی نظر اس اطالوی پر تھی جو ایک گوشے میں بندھا پڑا تھا جوزف کے خاموش ہونے پر بولا "یہاں یہ پہلا کام ہوا ہے لڑکی نے اپنے بھائی کا پتہ نہیں بتایا۔"

"نہیں باس۔"

"تم نے پوچھا تھا۔"

"میں نے جب بھی معلوم کرنا چاہا... بات اڑا گئی۔"

"اچھا... اچھا... دیکھیں گے۔"

"یہ اطالوی کے علاوہ اور کوئی زبان نہیں بول سکتا۔" جوزف نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔ "نیچے ایک ایسا بھی ہے جو انگلش جانتا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہی کیپٹن بھی ہے۔"

"تم یہیں ٹھہرو گے۔ مجھے نیچے جانے کا راستہ دکھا کر واپس آجاؤ۔"
جوزف نے تعمیل کی تھی اور پھر لڑکی کے پاس واپس آگیا تھا۔

"وہ.... کون تھا؟" لڑکی نے ہچکچاتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"میرا مالک...؟"

"لیکن وہ اطالوی نہیں معلوم ہوتا۔"

"وہ ساری دنیا کا باشندہ ہے۔ تم اس کی فکر نہ کرو۔ وہی تمہاری بھی مدد کرے گا۔ تمہیں اس دلدل سے نکالے گا۔ تیسری دنیا کے سارے ملک اس کے اپنے ملک ہیں مگر یہ بہت بری بات ہے کہ تم اب بھی مجھ پر اعتماد نہیں کر رہیں۔"

"نہیں.... ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"پھر کیوں نہیں بتاتیں کہ کرنل موگیمبی کہاں مقیم ہے۔"

"بے اعتمادی کی بات نہیں ہے۔ پتہ نہیں وہ اب کہاں ہو۔"

"پہلے کہاں تھے؟"

"ہم دونوں رومانو میں ٹھہرے تھے۔ سوٹ نمبر بیالیس ہمارے لئے مخصوص تھا۔"

"ٹھیک ہے! لیکن میرا خیال ہے کہ تم رہائی کے بعد وہاں نہیں جا سکوگی"

"میں خود بھی نہیں جانا چاہتی پہلے مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ موگیمبی کی کیا حیثیت ہے اگر وہ غدار ہے تو میں اپنے ہی ہاتھوں سے مار ڈالنا پسند کروں گی"

"شاباش! تم ایک شیر دل لڑکی ہو۔ تم ہمارے ہی ساتھ رہو گی۔ باس میرا کہنا نہیں ٹالے گا۔"

تھوڑی دیر بعد عمران واپس آگیا اور اس اطالوی کی طرف بڑھا جس کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے۔

"ہمیں اطلاع ملی تھی کہ ہائی لیو پہ ایک چیچک کا مریض ہے۔" اس نے اطالوی میں کہا "لیکن تم لوگوں نے ایک سرکاری آدمی کے ساتھ بہت برا برتاؤ کیا۔ بہر حال احتیاطاً تمہیں بھی انجکشن دینا پڑے گا۔"

اس نے اپنے کاندھے پر لٹکے ہوئے تھیلے سے ہائپوڈرمک سیرنج نکالی جو سیاہ رنگ کے کسی سیال سے بھری ہوئی تھی۔ انجکشن لگتے ہی اطالوی کی آنکھیں بند ہو گئیں۔ عمران اس کے ہاتھ پیر کھولنے لگا۔ پھر منہ پر چپکا ہوا ٹیپ بھی نکال دیا۔

"اسے اٹھا کر میرے ساتھ چلو۔" اس نے جوزف سے کہا۔ "لڑکی تم بھی ساتھ ہی رہو گی۔"

جوزف نے بے ہوش اطالوی کو کاندھے پر ڈالا تھا اور وہ اسے ایک کیبن میں لائے تھے جہاں کئی بستر موجود تھے۔ اسے ایک بستر پر ڈال دیا گیا۔

"اب ان دونوں کو بھی ایک ایک کرکے یہیں لاؤ" عمران بولا۔

جوزف چلا گیا تھا۔

عمران لڑکی سے بولا۔ "کیا تم اپنے بھائی کے پاس جانا چاہتی ہو۔"

"میں کچھ نہیں جانتی.... جوزف سے ہی پوچھنا۔"

"اچھا.... اچھا.....!"

جوزف ایک ایک کرکے انہیں لایا وہ دونوں بھی بے ہوش تھے اور ان کے ہاتھ پیر بھی کھلے ہوئے تھے انہیں بھی احتیاط سے لٹا دیا گیا۔

"اب واپس چلو۔" عمران بولا۔ نہ جانے کیوں وہ جوزف کو عجیب نظروں سے دیکھ رہا تھا جسے جوزف نے بھی محسوس کر لیا تھا اور شاید ردعمل ہی کے طور پر کچھ شرمایا شرمایا سا لگ رہا تھا۔

بگل بیو واپس پہنچے تو انٹومنو کی حیرت قابل دید تھی۔ شائد اسے توقع تھی کہ ہائی لیو پہ ہنگامہ ضرور ہوگا۔ اور سیاہ فام آدمی کے ساتھ ایک سیاہ فام لڑکی کا اضافہ اسے ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے خواب دیکھ رہا ہو۔ لیکن اس سلسلے میں

کوئی سوال کرنے کی بجائے اس نے اس چرس کی خیریت دریافت کی تھی جسے جیمسن کے بیان کے مطابق جوزف کی تحویل میں ہونا چاہیئے تھا۔

"بہت چالاک ہے۔" عمران بولا "ہائی لیو کے عرشے پر قدم رکھتے ہی اس نے بڑی صفائی سے پانی میں پھینک دی تھی۔"

"ہزاروں لیرے کا سوال" انتھونیو ہکا بکا رہ گیا۔

"ارے یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے اس بزنس میں" عمران نے لاپرواہی سے کہا

"یہ لڑکی کون ہے؟" اس نے عمران کو الگ لے جا کر آہستہ سے پوچھا۔

"یہ بھی ہمارے ہی گروہ سے تعلق رکھتی ہے دراصل میرے آدمی اسی کی تلاش میں آئے تھے۔ بس اب تم چپ چاپ یہاں سے نکل چلو میں نہیں چاہتا کہ تمہاری لانچ ان کی نظروں میں آئے۔ وہ ابھی تک اسے نہیں دیکھ سکے۔"

"میں نہیں سمجھا"

"بے ہوش پڑے ہیں۔ تین گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آئیں گے۔"

"یہ تو بہت اچھا ہوا۔ کیا خطرناک لوگ ہیں۔"

"بہت زیادہ۔"

لانچ تھوڑی دیر بعد ڈوک چھوڑ رہی تھی اور عمران انتھونیو کے قریب ہی موجود تھا۔

"تم ہمیں ڈوک نمبر تین پر اتار دینا" عمران نے اس سے کہا۔

"پھر کبھی ملاقات ہوگی یا نہیں۔" اس نے مغموم لہجے میں پوچھا۔

"کیوں نہیں... کیوں نہیں... اگلی بار تو میں تمہیں ایسا تحفہ دوں گا کہ جی خوش ہو جائے گا۔ ہم نے چرس کا لائسنس بھی کشید کر لیا ہے۔"

"وہ کیا ہوتا ہے؟"

"سیال ہے۔ ایک تنکا ڈبو کر کسی بھی سگریٹ پر اس کی ایک لکیر کھینچ دو اور عالم بالا کی سیر کرتے پھرو۔ ایک اونس کی قیمت امریکہ میں پانچ ہزار ڈالر ہے۔"

"اے بھائی ضرور.... دو چار ہی قطرے سہی۔ مجھے اپنا پتہ بتا دو۔ خود ہی مل لوں گا۔" انتھونیو گھگھیایا۔

"نہیں... یہ مناسب نہ ہوگا.... میں خود ہی تم سے مل لوں گا تمہارے توسط سے ڈوکس پر محفوظ بزنس ہو سکے گا۔ معقول کمیشن دوں گا اور تمہارے اپنے استعمال کا مسالہ مفت!"

"تم مجھے ایک وفادار ترین دوست پاؤ گے۔" وہ عمران کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر بولا۔

ڈوک نمبر تین پر انہیں اتار دیا گیا۔ یہ ایک ویران ساحل تھا اور اس وقت یہاں بس ایک لانچ نظر آ رہی تھی۔

"یہاں سے ہم کہاں جائیں گے باس۔" جوزف نے چاروں طرف نظر دوڑاتے ہوئے پوچھا۔ دور دور تک کسی گاڑی کا بھی پتہ نہیں تھا۔

"جہاں بھی جائیں گے انشاء اللہ پیدل ہی جائیں گے۔" جیمسن خوش ہو کر بولا۔

"آپ بہت خوش نظر آ رہے ہیں۔" عمران نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"قصہ حاتم طائی یاد آ رہا ہے۔ آخر کار جوزف نے ایک لڑکی جن ہی دی۔" جیمسن بولا "اسے شاید ابھی تک زلیخا موگیمبی کی کہانی نہیں معلوم ہو سکی تھی۔

"کیا تم نے اسے کچھ نہیں بتایا" عمران نے جوزف سے پوچھا۔

"تمہاری مرضی کے بغیر کوئی کام کرتا ہوں باس۔"

"ٹھیک ہے.... ٹھیک ہے...." عمران سر ہلا کر بولا اور جیمسن کو اردو میں اس کے بارے میں بتانے لگا۔

"کیا آپ کو لانچ پر لڑکی کی موجودگی کا علم تھا؟" جیمسن نے پوچھا۔

"ہرگز نہیں۔ اتفاقیہ دریافت ہے۔ میں نے تو محض اس لئے لانچ کی نگرانی شروع کرائی تھی کہ وہ خیراندیشوں کے سربراہ کی نجی ملکیت ہے اور وہ کبھی کبھی کھلے سمندر میں وقت گزارتا ہے۔ آجکل اپنے ہیڈ کوارٹر میں موجود نہیں ہے۔ میں نے سوچا شائد لانچ پر ہو۔"

"تو پھر.....؟"

"لانچ پر بھی نہیں ملا۔ لانچ کا عملہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہوگا۔ یہاں اس کے آدمیوں میں سے کسی کو بھی علم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہوگا؟"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ سب پیدل ہی ایک جانب چلے جا رہے تھے۔

"آخر ہم کہاں چلے جا رہے ہیں؟" جیمسن تھوڑی دیر بعد بڑبڑایا۔

"بس کچھ دور اور چل کر ہم گاڑی کا انتظار کریں گے۔" عمران بولا۔

"کیا عالم بالا سے آئے گی۔"

"کہیں میں پھر تمہارے چہرے پر ڈاڑھی نہ لگا دوں۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا۔

"اس غریب الوطنی میں میری تشویش حق بجانب ہے۔"

"مجھ سے زیادہ گاڑھی اردو نہ بولنا..... اچھا..... بیگ سے فون پر کسی کو ہدایات دے چکا ہوں۔ گاڑی ابھی پہنچ جائے گی۔"

"دیکھا آپ نے گاڑھی اردو کا کمال آخر میری تشویش دور ہو گئی نا۔"

"میں تمہارے وجود کو منصۂ شہود سے نابود کر دوں گا۔" عمران اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"ارے باپ رے۔ اتنی گاڑھی حلق سے نہیں اترتی یور میجسٹی۔"

"کان پکڑو۔ میں ظفرالملک نہیں ہوں۔"

"یہ لیجئے!" جیمسن اپنا کان پکڑ کر بولا۔ "مطلب بتا دیجئے۔"

"میں نے کہا تھا کہ میں تمہیں جان سے مار دوں گا۔"

"ایسی شاندار اردو میں مارنا ہے تو میں تیار ہوں۔"

"بکواس بند کرو۔ اب بہت محتاط ہو کر کام کرنا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کرنل موگمبی..... ایڈلاوا کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔"

"ایڈلاوا.....؟"

"ہاں..... خیراندیشوں کا سربراہ.....!"

"مگر یہ اطالوی نام تو نہیں معلوم ہوتا۔"

"ضروری نہیں ہے کہ اٹلی میں صرف اطالوی ہی رہتے ہوں۔"

"آخر کس نیشنلٹی کا ہو سکتا ہے۔"

"مجھے تو کچھ لاطینی امریکن سا لگتا ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ میرا خیال درست ہی ہو۔ ناموں میں کیا رکھا ہے۔ آخر میں بھی تو الجزائری — عبدالمنان رہ چکا ہوں..... اور ہو..... گاڑی آ رہی اب بالکل خاموش رہنا!"

*

روماتو کا وسیع ریکریشن ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ڈانس فلور کے گرد اتنی بھیڑ تھی کہ رقص کرنے والوں اور محض تماشائیوں میں امتیاز کرنا مشکل ہو رہا تھا۔ نئی نسل کے بڑے بالوں والے لڑکوں اور مرد نما لڑکیوں کا متحرک ہجوم اور بلند آہنگ موسیقی کچھ اس طرح گڈمڈ ہو کر رہ گئے تھے کہ

ریکریئیشن ہال آوازوں کا جنگل معلوم ہونے لگا تھا۔

جیمسن بھی اسی بھیڑ میں ایک اطالوی لڑکی کے ساتھ تھرکتا پھر رہا تھا۔ میک اپ میں تھا اور اس کا وگ اتنا شاندار تھا کہ آس پاس کی دوسری لڑکیاں اُسے للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ یونہی نہیں تھرکتا پھر رہا تھا۔ شروع سے اب تک کرنل موگمبی سے اس کا معینہ فاصلہ برقرار ہی رہا تھا۔ اس کی ہمرقص بھی ایک اطالوی عورت تھی جس کے تھرکنے کا انداز اس کی اپنی شخصیت سے ہم آہنگ نہیں تھا۔ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ کرنل موگمبی کے گھٹیا ٹیسٹ پر پوری اترنے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے تھوڑی تھوڑی دیر بعد دونوں بے ہنگم قسم کے قہقہے بھی لگاتے جا رہے تھے

جیمسن کی ہمرقص کسی وحشت زدہ ہرنی کی طرح چوکڑیاں بھر رہی تھی لیکن وہ موگمبی سے اپنا فاصلہ برقرار رکھنے کے سلسلے میں اس کا ساتھ نہیں دے پا رہا تھا۔

"تم صورت سے تو کاہل نہیں معلوم ہوتے۔" اس کی ہمرقص قریب آکر اس کے کان میں چیخی۔

"میرے اندر کوئی چیز ٹوٹ گئی ہے۔" جیمسن نے کسی خاتون ناول نگار کے جملے کا اطالوی ترجمہ کر دیا۔ یہاں آنے سے قبل وہ خواتین کے لکھے ہوئے اوسط درجے کے ناول بے تحاشا پڑھتا رہا تھا۔

ہمرقص رُک کر اُسے گھورنے لگی لیکن جیمسن بدستور تھرکے جا رہا تھا۔

"تم بکواس کر رہے ہو۔" وہ بالآخر بولی۔

"یقین کرو۔"

"ٹوٹنے والی چیزوں میں ریڑھ کی ہڈی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے تمہارے اندر اگر وہ ٹوٹی ہوتی تو تم کھڑے نہیں رہ سکتے تھے۔"

"ایک غمناک رومانی جملے کا خون کر دیا تم نے۔" جیمسن نے سسکی لی۔

"آخر کس دیس سے آئے ہو۔ تمہاری باتیں عجیب ہیں۔"

"میں ساری دنیا کا باشندہ ہوں۔"

"نام کیا ہے؟"

"جیمسن۔!"

"بہت خوب صورت نام ہے۔"

"کیا کہنے.....!" عقب سے اردو میں آواز آئی۔ "باپ کے دیس میں یہ نام گالی معلوم ہوتا تھا۔"

اس نے عمران کی آواز پہچان لی تھی۔ لیکن مڑا نہیں تھا۔

پھر اُس نے دیکھا کہ کرنل موگمبی اپنی ہمرقص سمیت شراب کے کاؤنٹر کی طرف جا رہا تھا۔

"کچھ پیئو گی؟" جیمسن نے اپنی ہمرقص سے پوچھا۔

"ابھی میں صرف ناچنا چاہتی ہوں۔"

"میں لائم جوس لینا چاہتا ہوں۔ شاید وہ چیز میرے معدے میں ٹوٹی ہے"

"تم جاؤ۔ میں تنہا ناچتی رہوں گی۔"

"شکریہ.....!" وہ اس سے ٹوٹ کر کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر عمران موگمبی کے قریب ہی نظر آیا لیکن بظاہر وہ اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ موگمبی کی ہمرقص چہک رہی تھی اور اس کی نظر اس بڑے گلاس پر جمی ہوئی تھی جو شاید اس کے لئے بھرا جا رہا تھا۔ پھر دونوں نے اپنے اپنے گلاس سے چسکیاں لیں اور انہیں کاؤنٹر پر رکھ کر گفتگو کرنے لگے عمران بارٹنڈر کو اپنی طرف متوجہ

کرنے کے لئے آدھے دھڑ سے اُوپر اُٹھ گیا تھا۔

"آپ کی مطلوبہ شراب موجود نہیں ہے سی نور۔" بارٹنڈر نے عمران سے کہا اور وہ مایوسانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا کاؤنٹر کے قریب سے ہٹ گیا۔

جیمسن نے اُسے بھیڑ میں غائب ہوتے دیکھا۔ خود اس نے بارٹنڈر سے لائم جوس اور سوڈا طلب کیا تھا۔ لیکن قبل اس کے کہ بارٹنڈر اس سے کچھ کہتا وہ جلدی سے بولا۔ "مجھ پر احسان کرو بھائی۔ میرے معدے میں آگ لگی ہوئی ہے"

"اچھا... اچھا..." وہ اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"السر... بُری بلا ہے... مجھے شراب نہ پینی چاہیئے تھی"

"اچھا سی نور... میں مہیا کرتا ہوں دو تین منٹ کی تاخیر کے ساتھ۔"

جیمسن کاؤنٹر پر ہاتھ ٹیکے کھڑا رہا۔ اس کی ہمرقص شاید اس کی طرف سے بالکل لاپرواہ ہو گئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد بارٹنڈر نے اُس کے سامنے لائم جوس کا گلاس رکھ دیا۔

کرنل موگمبی اور اس کی ہمرقص کے درمیان کسی مسئلے پر بحث چھڑ گئی تھی موگمبی کو اونچی آواز میں بولتے سن کر جیمسن اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم گندی کتیا ہو۔ ذلیل عورت... !" اس نے عورت سے کہا تھا۔ اور پھر عورت کا زناٹے دار تھپڑ موگمبی کے گال پہ پڑا تھا۔

"کالے سُور! جب ظرف نہیں ہے تو اتنی پی کیوں لیتے ہو۔" وہ حلق پھاڑ کر چیخی۔ سچ مچ موگمبی بہت زیادہ نشے میں معلوم ہوتا تھا۔ تھپڑ کھا کر فرش پر جا گرا تھا۔ ٹھیک اسی وقت جیمسن نے عمران کو اس کی طرف جھپٹتے دیکھا۔ وہ اسے فرش سے اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جیمسن آگے بڑھ کر عورت سے بولا۔ "اس میں بھی کمزوری ہے تم اُسے معاف کر دو۔ آئندہ منہ نہ لگانا۔"

عورت نے غضبیل نظروں سے اُسے دیکھا اور فرش پر زور سے پاؤں مار کر دوسری طرف مڑ گئی۔ عمران نے موگمبی کو اٹھا لیا اور اس کی کمر میں ہاتھ دیئے ایک جانب لے چلا تھا۔

بارٹنڈر نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔ لیکن جیمسن نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "ادائیگی میں کروں گا۔ فکر مت کرو۔ بے چارہ موگمبی۔ سوئٹ نمبر بیالیس میں مقیم ہے۔ ہم اسے اس کے بستر پر پہنچائیں گے۔"

بارٹنڈر کچھ نہ بولا۔ جیمسن نے پرس سے کئی نوٹ نکالے اور اس کے سامنے ڈال دیئے۔ پھر وہ بھی عمران کی جانب بڑھ گیا لیکن وہ اسے لفٹ کی طرف لے جانے کی بجائے صدر دروازے کی جانب لے جا رہا تھا۔

باہر ایک لمبی سی کار شاید پہلے ہی سے کھڑی تھی۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور عمران نے موگمبی کو پچھلی سیٹ پر ڈال دیا جو اب بالکل خاموش اور بے حس و حرکت ہو چکا تھا۔

"تم اسے لے جاؤ۔!" وہ جیمسن کی طرف مڑ کر بولا۔ "میں اس کے کمروں کی تلاشی لوں گا۔ میری واپسی سے قبل ہوش میں آجائے تو اس سے کسی قسم کی گفتگو مت کرنا... اور نہ کسی سوال کا جواب دینا... !"

"او۔ کے یور میجسٹی... !"

جیمسن کے فرشتوں کو بھی علم نہیں تھا کہ رومانو میں کیا ہونے والا ہے اس سے تو بس یہ کہا گیا تھا کہ موگمبی کی نگرانی کرے اور اگر وہ اپنے کمرے سے باہر نکلے تو اس کے قریب ہی رہنے کی کوشش کرے۔

جیمسن اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے قریب بیٹھ گیا اور گاڑی چل پڑی — وہ آبادی سے باہر ایک عمارت میں مقیم تھے۔ عمارت کیا تھی۔ اچھی خاصا قلعہ

تھا اور اس کے مکین عمران کا بہت احترام کرتے تھے اور وہ بھی وہاں خود کو بہت لئے دیئے رہتا تھا۔ جیمسن نے اسے کبھی اتنا سنجیدہ نہیں دیکھا تھا جتنا وہ اسے اس عمارت میں نظر آیا تھا۔

گاڑی تیز رفتاری سے راستے طے کرتی رہی۔ جیمسن خاموش بیٹھا رہا۔ وہ پچھلی سیٹ پر پڑے ہوئے کرنل موگمبی کے خراٹے صاف سن رہا تھا۔

اس کی بہن زلیخا موگمبی بھی انہی کے ساتھ اسی عمارت میں مقیم تھی۔ اور زیادہ تر جوزف کے ساتھ رہتی تھی۔

قریباً آدھے گھنٹے بعد گاڑی عمارت کے وسیع احاطے میں داخل ہوئی شائد عمران وہاں پہلے ہی فون کر چکا تھا اسی لئے کچھ لوگ پورچ میں منتظر ملے تھے جو بے ہوش آدمی کو گاڑی سے اٹھا کر اندر لے گئے۔

جیمسن نے شانوں کو لاپرواہی سے جنبش دی اور اس حصے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں وہ جوزف اور زلیخا سمیت مقیم تھا۔ تین بیڈ روم اور ایک نشست کا کمرہ ان کے استعمال میں تھا۔

زلیخا شائد سو چکی تھی۔ جوزف نشست کے کمرے میں بیٹھا کچھ سوچ رہا تھا انداز ایسا ہی تھا جیسے عنقریب دنیا کے خاتمے کا خدشہ لاحق ہو گیا ہو۔

”کیا خالی ہاتھ ہی آئے ہو“ جوزف نے اُسے دیکھ کر گلوگیر آواز میں پوچھا۔

”اچھا تو کیا میں نے زندگی بھر کا ٹھیکہ لیا ہے۔ تمہارے باس کی موجودگی میں بری الذمہ ہوں“

”میں تو بڑی مشکل میں پڑ گیا ہوں۔ باس کہتے ہیں لڑکی کی موجودگی میں کم پیو ورنہ اس کے اخلاق پر برا اثر پڑے گا۔“

”میرا خیال ہے کہ وہ تمہیں پسند کرنے لگی ہے۔“

”اپنا خیال اپنے ہی پاس رکھو مسٹر!“

”کتنی دیر سے نہیں پی۔“

”مجھے تو ایسا لگتا ہے جیسے ایک ہفتے سے شکل تک نہ دیکھی ہو۔“ وہ جمائی لے کر بولا۔ ”یہاں سے اس عمارت کے لوگ بھی عجیب ہیں۔ کوئی کسی سے بات ہی نہیں کرتا۔“

”اچھا تو کیا شراب کی بھیک مانگنے کا ارادہ تھا۔“

”سچی بات بتاؤں۔“ جوزف انگلی اٹھا کر بولا۔

”ضرور بتاؤ.... اب میں سچائی ہی کے قابل رہ گیا ہوں۔“

”باس نے مجھے سزا دی ہے وہ جو میں نے ہائی لیو پر دو بوتلیں صاف کر دی تھیں نا۔ جانتے ہو باس نے ان کے لئے کیا کیا؟“

”میں کوئی تمہارے باس کے گلے میں لٹکا رہتا ہوں کہ مجھے کچھ معلوم ہوگا۔“

”وہ دونوں بوتلوں کی قیمت ایک بے ہوش آدمی کے سینے پر رکھ آئے تھے۔“

”ایسے شریف آدمیوں کے ساتھ تمہیں جیسوں کا گزارہ ہو سکتا ہے۔ میں تو باز آیا....“

”اب بتاؤ.... میں کیا کروں پیارے بھائی؟“ جوزف روہانسا ہو کر بولا۔

”اپنے باس ہی کی طرح سر کے بل کھڑے ہو جاؤ۔“

جوزف کچھ نہ بولا۔ اس کے چہرے پر بدستور سوگواری چھائی رہی۔ جیمسن صوفے پر نیم دراز ہوتا ہوا کرنل موگمبی کے بارے میں سوچنے لگا۔ آخر اچانک وہ ایک ہی پگ میں اس حال کو کیوں پہنچ گیا تھا۔ اس سے پہلے وہ ایک نارمل آدمی کی طرح رقص کرتا رہا تھا۔ لیکن پھر ایک ہی پگ میں اس طرح آؤٹ ہو جانا اور پگ بھی چھوٹا ہی تھا۔ اس کے برخلاف اس کی ہر رقص نے

تو لارج وہسکی ہضم کر گئی تھی اور ہوشمندوں کی طرح اُسے سلواتیں سناتی ہوئی وہاں سے رخصت ہو گئی تھی۔

دفعتاً کسی نے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور جیمسن چونک کر بولا۔ ”آجاؤ۔“

ایک اطالوی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔

”کیا آپ کے لئے رات کا کھانا لگایا جائے سی نور؟“ اس نے ادب سے پوچھا۔

”ضرور... ضرور!“ جیمسن بولا۔ ”سی نور جوزف کھانے سے پہلے پیتے بھی ہیں۔“

”تو پھر پہلے شراب نوشی کے لاؤنج میں تشریف لے چلئے۔“

”اٹھو سالے!“ جیمسن نے اردو میں کہا۔ ”انتظام ہو گیا ہے۔“

”کیا ہو گیا؟“

”شراب نوشی کے لاؤنج میں چلو۔ کھانے کو کہنے آئی تھی۔ میں نے کہا میرا دوست کھانے سے پہلے پیتا بھی ہے۔“

”تم سالا انڈے سے فرشتہ ہے“ جوزف خوش ہو کر اٹھتا ہوا بولا۔

”اور باہر سے؟“ جیمسن نے آنکھیں نکالیں۔

”بالکل لیڈی معلوم ہوتا... ڈاڑھی نہیں ہوتا تو ہم پاگل ہو جاتا۔“

”حد ہو گئی حرامی پن کی۔ شراب کا نام سنتے ہی چہکنے لگا سالا۔“ جیمسن دروازے کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

لڑکی انہیں شراب نوشی کے لاؤنج میں لائی اور بار پر جا کر خود ہی دو گلاس نکالے۔

”صرف یہی پیئے گا۔“ جیمسن جلدی سے بولا۔ ”میں پہلے ہی سے بھرا ہوا ہوں۔“

لڑکی جوزف کو گلاس تھما کر بولی تھی۔ ”کھانے کے کمرے میں میز تیار ملے گی۔“

پھر وہ چلی گئی تھی۔

”اس ایک بار گلاس سے آگے بڑھنے کی مت سوچنا۔“ جیمسن بولا۔

”اچھا... اچھا۔“ جوزف نے بیزاری سے کہا۔ ”اب اسے تو حرام نہ کرو۔“

پھر وہ اس طرح پیتا رہا۔ جیسے کوئی مقدس فریضہ انجام دے رہا ہو گلاس خالی کر کے بولا۔ ”میں نے کھانے کا ارادہ ہی ترک کر دیا تھا۔“

”کیوں نہیں! پہلے سے پیٹ میں شراب کی دلدل نہ ہو تو کھانا کہاں جا کر غرق ہو گا۔“

”کیا تم سچ مچ شراب سے نفرت کرنے لگے ہو۔“

”صرف ڈسپلن! مسز جیمسن کو میرا پینا پسند نہیں ہے اپنے باس کے ساتھ ہوتا ہوں تو مجھے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔“

”تب تو پھر تم عادی نہیں ہو۔“

”عادی ہونا بھی مجھے پسند نہیں ہے۔“

پھر وہ کھانے کی میز پر ہی تھے کہ عمران آ دھمکا اس نے جوزف کو گھور کر دیکھا

”مم... میں کچھ نہیں جانتا۔“ جوزف ہکلایا۔ ”اس شریف آدمی نے سوچا شائد میں بھوکا مر جاؤں۔“

”تم نے پلائی تھی!“ عمران جیمسن کی طرف دیکھ کر غرایا۔

”کھانے سے قبل والی ہلکی پھلکی۔“

”اچھا... اچھا... سمجھوں گا تم سے بھی۔“

”آپ نہیں کھائیں گے۔“

”میں رومانو میں کھا چکا ہوں۔“

”ب... باس میں بے قصور ہوں۔“ جوزف کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم مجھے قتل کر دو۔ لیکن ایسی کوئی سزا نہ دو کہ زندہ درگور ہو جاؤں۔"

"تم وعدہ کرو کہ آئندہ کبھی لوٹ کے مال میں ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔"

"میں بے ایمان نہیں ہوں باس۔ ہائی لیو والوں کی پہلی بوتل غصے میں پی گیا تھا اور دوسری اس لئے پی تھی کہ لڑکی کو نروس کر کے انہیں اس کی مدد کے لئے بلوانا تھا ورنہ پھر ان پر کس طرح قابو پاتا۔"

"خیر... بخیر... میرے سوٹ کیس میں کل کے لئے تین بوتلیں موجود ہیں سفر میں تین سے زیادہ ہرگز نہیں ملیں گی۔"

"تم دیوتا ہو باس!" جوزف کی آواز رقت آمیز ہو گئی۔

"دیوتا گیا... تم لوگ تو مجھے آدمی بھی نہیں رہنے دو گے۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ گیا۔

"ایک بات یور میجسٹی!" جیمسن ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"کیا ہے؟"

"آخر وہ ایک ہی پگ میں کیوں دیوانہ ہو گیا تھا۔"

"کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ کاؤنٹر پر میں اس کے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔"

"وہ تو دیکھا تھا۔"

"بس تو پھر سفوف دافع مجردباری کی ایک چٹکی کام کر گئی تھی۔"

"بہت گاڑھی ہے۔" جیمسن کان پکڑ کر بولا۔

"ایک ایسا سفوف جس کی ذرا سی مقدار ہاتھی تک کا دماغ الٹ سکتی ہے"

اب اُسے یاد آیا کہ عمران نے کاؤنٹر پر جھک کر بار ٹنڈر سے کچھ کہا تھا۔ اور شاید اسی وقت موگمبی کے گلاس کے ساتھ کوئی کارروائی بھی ہو گئی تھی

"لڑکی کو یہاں اس کی موجودگی کا علم نہ ہونے پائے۔" عمران کچھ سوچتا

ہوا بولا۔

"وہ بہت پریشان ہے باس۔"

"کچھ بھی ہو۔ اُسے فی الحال ہر معاملے سے لاعلم رکھنا ہے۔"

"وہ بھی اسی عمارت میں ہے۔" جیمسن بولا۔ "آپ کیسے چھپا سکیں گے؟"

"کیا تم جانتے ہو کہ وہ اس عمارت میں کہاں ہے؟"

"نہیں! مجھے نہیں معلوم کہ وہ اسے کہاں لے گئے ہیں۔"

"حالانکہ تم ہی اسے یہاں لائے تھے۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا۔

جیمسن نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور کاغذی نیپکن سے ہاتھ صاف کرنے لگا۔ جوزف بھی کھانا کھا چکا تھا۔

کھانے سے فارغ ہو کر دونوں اپنی اپنی خواب گاہوں میں چلے گئے تھے۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد جوزف کی خواب گاہ کے دروازے پر دستک دی وہ سویا نہیں تھا۔ دروازہ کھول کر پیچھے ہٹ گیا۔ عمران نے کمرے داخل ہو کر اُسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ پل بھر کے لئے جوزف کی آنکھوں میں اُلجھن کے آثار نظر آئے پھر وہ پوری طرح عمران کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"اب تمہارا کام شروع ہوگا۔" عمران بولا۔

"کہو باس!" جوزف کی آنکھوں میں خاص قسم کی چمک لہرائی۔

"ہم میں سے کوئی بھی موگمبی کے سامنے نہیں جائے گا اس سے تمہیں گفتگو کرنی ہے۔ گفتگو کے دوران میں تم اس کی بہن کا کوئی حوالہ نہیں دو گے۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا باس... میں سمجھتا ہوں۔"

"دوسری بات... میری معلومات کے مطابق خیراندیشوں کا سربراہ بہت کم ہیڈ کوارٹر سے غیر حاضر ہوتا ہے۔ اگر کہیں جاتا بھی ہے تو اس

کے کسی نہ کسی ماتحت کو اس مقام کا علم ہوتا ہے جہاں وہ گیا ہو۔ لیکن بسا اوقات وہ کسی کو کچھ بتائے بغیر بھی غائب ہو جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ بہت ہی خاص مواقع ہوتے ہوں۔"

"ہو سکتا ہے باس۔"

"کیا ہو سکتا ہے؟"

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ شاید موگمبی اس مسئلے پر روشنی ڈال سکے۔"

"شاباش! ذہانت جاگ رہی ہے تمہاری۔۔۔ بس ایسے ہی موڈ میں تمہیں اس سے ملنا ہے۔ اسلحہ کی اسمگلنگ وہ بھی کسی ملک میں بغاوت کرانے کے لئے بہت ہی خاص مسئلہ ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اسی سلسلے میں کہیں گیا ہو۔ بہر حال معلوم کرنے کی اصل بات یہ ہے کہ اسلحہ کہاں سے سرحد کے پار جائے گا ہو سکتا ہے۔۔۔ ایڈلاوا ایسے بے حد خاص کام اپنی نگرانی میں کراتا ہو۔۔۔"

"میں سمجھ گیا باس۔۔۔ لیکن اگر اس نے زبان نہ کھولی تو۔۔۔!"

"تم پرائز فائٹر رہ چکے ہو۔۔۔!"

"میں یہی معلوم کرنا چاہتا تھا۔" جوزف کے دانت نکل پڑے پھر یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگا۔

"کیوں۔۔۔ کوئی اور خیال۔۔۔؟"

"اپنی نسل سے بخوبی واقف ہوں۔" وہ متفکرانہ بولا۔ "کیا کوئی کسی طرح بھی تمہارے بارے میں مجھ سے کچھ اگلوا سکتا ہے۔"

"دشواری یہ ہے کہ ہم موگمبی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" عمران اپنی گردن سہلاتا ہوا بولا۔ "خود اس سازش کا سربراہ ہے یا کسی دوسرے کا آلۂ کا... بہر حال دونوں ہی صورتوں میں اس کا خدشہ ہے کہ وہ خاموشی سے

مر جائے۔ کچھ بتائے بغیر۔۔ لہذا اب اپنے پرائز فائٹر ہونے والی بات بھول جاؤ۔۔۔۔ دوسری تجویز سنو۔"

اور پھر وہ آہستہ آہستہ اسے کچھ سمجھاتا رہا تھا۔ جوزف کبھی سر ہلاتا اور کبھی اسے غور سے دیکھنے لگتا۔

*

دوسری صبح جمیسن کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ جب اس نے جوزف کو بہترین قسم کے سوٹ اور بے داغ سفید قمیض میں ملبوس دیکھا گلے میں سرخ رنگ کی ٹائی تھی اور اس نے اپنے بال کسی خوش سلیقہ آدمی کے سے انداز میں سنوار رکھے تھے۔ بغلی ہولسٹر کوٹ کے اوپر سے بھی نمایاں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی خاص مقصد کے تحت اس میں یہ تبدیلی واقع ہوئی ہو۔

ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا صرف یہی دونوں تھے۔ جمیسن بائیں آنکھ دبا کر بولا۔ "کیا وہ ابھی تک سو رہی ہے ناشتے کے لئے نہیں آئی۔"

"پتہ نہیں۔۔۔۔ باس جانیں۔"

"تو تم نے اتنی محنت خواہ مخواہ کر ڈالی ہے۔"

"تم کیا سمجھ رہے ہو۔" جوزف اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کچھ بھی نہیں، ویسے اس وقت ہیل سلاسی کے فرزند لگ رہے ہو۔"

جوزف کچھ نہ بولا خاموشی سے ناشتہ کرتا رہا۔ ناشتے کے بعد ہی لڑکی کمرے میں داخل ہوئی جس نے پچھلی رات جوزف کو کھانے سے پہلے شراب پلائی تھی

"تمہاری طلبی ہوئی ہے۔" اس نے جوزف کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

جمیسن نے اُسے جملے کا مفہوم سمجھایا تھا اور وہ اٹھ کر لڑکی کے ساتھ کمرے سے باہر نکل آیا۔ جمیسن وہیں رہ گیا تھا۔ اس کا مطلب یہی تھا کہ فی الحال اُسے کسی معاملے سے کوئی سروکار نہیں۔

کئی راہداریاں طے کرنے کے بعد لڑکی ایک کمرے کے سامنے رُکی تھی اور جوزف کو اندر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے کمرے کی کنجی حوالے کی تھی۔

جوزف نے قفل میں کنجی گھما کر دروازہ کھولا اور ایک دم اندر داخل ہوگیا اور دروازہ بند کرکے وہ اسی جگہ کھڑا کرنل موگمبی کو گھورتا رہا جو بستر پہ بیٹھا اسے حیرت سے دیکھے جا رہا تھا۔ پھر دفعتاً سنبھل کر غصیلے لہجے میں بولا۔

"یہ کیا قصہ ہے اور تم کون ہو۔"

جوزف نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ انداز میں سرد مہری تھی۔ آہستہ آہستہ چلتا ہوا اُس کے قریب پہنچا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"کیا پچھلی رات والی حرکت تمہارے مشن میں شامل تھی۔" اُس نے بالآخر سرد لہجے میں پوچھا اور موگمبی کے چہرے پہ ہوائیاں اڑنے لگیں۔

"جواب دو۔" جوزب نے کڑک کر پوچھا۔

"نن... نہیں!" موگمبی ہکلایا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم اس کام کے اہل نہیں ہو۔"

"مم... میں... بہت پریشان تھا۔ مگر پہلے یہ بتاؤ تم کون ہو۔"

"یہ ضروری نہیں ہے۔"

"پھر میں اُسے تسلیم بھی نہیں کرسکتا کہ میں اس وقت کسی غیر متعلق آدمی سے گفتگو نہیں کر رہا۔"

"تمہاری بہن کہاں ہے؟" جوزف اُسے گھورتا ہوا غرایا۔

"ب... بہن... وہ... وہ!"

"ڈبل کراس!" جوزف بغلی ہولسٹر پہ ہاتھ رکھ کر دہاڑا۔

"یہ غلط ہے! میں انقلاب کا حامی اور وفادار ہوں۔"

"بکواس بند کرو۔"

"تم آخر ہو کون... میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

"تمہاری حیثیت ہی کیا ہے کہ تم ہر ایک کو دیکھ سکو۔" جوزف نے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ وہ محسوس کر رہا تھا کہ موگمبی مرعوب ہوگیا ہے اس لئے سازش کا سرغنہ خود نہیں ہوسکتا۔ اس سے اونچے رینک ہی کا کوئی آدمی ہوگا جو خود ملک ہی میں بیٹھا ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے کوئی طاقت ور جنرل ہو۔

موگمبی نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ شاید خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"تم فی الحال معطل کر دیئے گئے ہو۔" جوزف آہستہ سے سرد لہجے میں بولا

"یہ... یہ کیسے ممکن ہے۔" موگمبی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"اس وقت تک اسی حالت میں رہو گے جب تک کہ مطلوبہ مال سرحد نہیں پار کر جاتا۔"

"تم کوئی بھی ہو میں تم سے کچھ نہیں چھپاؤں گا۔ مجھ پہ انقلاب سے غداری کا الزام نہیں لگایا جاسکتا۔ پہلے تم میری پوری بات بھی تو سن لو۔"

"سناؤ۔" جوزف بیزاری سے بولا۔

"بہن میرے ساتھ ہی تھی لیکن ایک دن میں نے محسوس کیا کہ وہ چھپ کر میری اور ایڈلاوا کی گفتگو سنتی ہے لہٰذا میں نے اسے اٹھوا کر ایڈلاوا کی قید میں ڈلوا دیا۔ انقلاب ہی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج تک یہ بھی جاننے کی کوشش

نہیں کی کہ ایڈلاوا نے اُسے کہاں رکھا ہے اور وہ کس حال میں ہے۔ جب تک اسلحہ سرحد پار نہیں کر جاتا۔ . . جاننا بھی نہیں چاہتا۔ یہ میں نے انقلاب ہی کے لئے کیا ہے۔ اگر تم ایک ذمہ دار آدمی ہو تو اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچو کیا کوئی بھائی اسے گوارا کرے گا۔"

"ہو سکتا ہے تم سچ کہہ رہے ہو۔" جوزف نے لاپرواہی سے کہا "لیکن اُوپر سے ملا ہوا حکم .... حکم ہے .... اس کی تعمیل ضرور ہوگی آج سے چارج میرے ہاتھ میں ہے۔ اگر اسلحہ بحفاظت سرحد پار کر گیا تو تمہاری پوزیشن دوبارہ بحال ہو جائے گی۔"

"مجھے منظور ہے!"

جوزف نے جیب سے ایک نقشہ نکال کر سامنے پڑی ہوئی چھوٹی میز پر پھیلا دیا۔ پھر اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا "کیا پوزیشن طے ہوئی ہے ــــ؟"

موگمبی نقشے پر جھک گیا۔ اور ایک جگہ اُنگلی رکھ کر بولا۔ "یہ کوموجھیل کے مغربی کنارے پر ٹریسنی کی گودی ہے۔ یہاں ایڈلاوا کا اسٹیمر پورے مغربی کنارے پر ماہی گیری کرتا ہے۔"

جوزف نے پنسل سے نقشے پر نشان لگایا۔ پھر موگمبی بولا۔ "یہی اسٹیمر اسلحہ بار کر کے "کوموجھیل" سے "میزولا جھیل" میں داخل ہوگا اور دریائے برگیگیا کے دہانے پر رُک جائے گا۔ دریائے برگیگیا میں چھوٹی کشتیاں چلتی ہیں۔ وہاں اسلحہ اسٹیمر سے اتار کر ان کشتیوں میں بار کیا جائے گا اور پھر ایڈلاوا خود اپنی نگرانی میں کشتیوں کو سرحد پار کرا دے گا۔"

جوزف نے پھر نقشے پر نشانات لگائے اور موگمبی کو غور سے دیکھنے لگا۔

"ایڈلاوا ٹریسنی میں ہے۔" اس نے کچھ دیر بعد سوال کیا۔

"ہاں! وہ اس معاملے کو ماتحتوں پر نہیں چھوڑ سکتا۔"

"یہاں تمہیں تکلیف نہیں ہوگی۔" جوزف اُٹھتا ہوا بولا۔ "لیکن اگر تم نے فرار ہونے کی کوشش کی تو گولی مار دی جائے گی۔"

"بس اب خاموش رہو!" موگمبی اچانک بپھر گیا۔ "میں غدار نہیں ہوں۔ وقت اُسے ثابت کر دے گا۔"

جوزف کچھ کہے بغیر خاموشی سے باہر نکل گیا۔ نقشہ تہہ کر کے اس نے جیب میں رکھ لیا تھا اور باہر نکل کر دروازے کو مقفل کرنا نہیں بھولا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اپنے کمرے میں اس کی پیٹھ ٹھونکتا ہوا نظر آیا۔

"یہ کام ہوا ہے۔" وہ سر ہلا کر بولا۔ "اب تم عیش کرو۔ چھ بوتلیں دوبارہ بحال .... ٹسکینی کی بہترین شراب چیانٹی ...."

"بہترینوں سے تو میں تنگ آگیا ہوں باس! ذرا کچھ تیز ہونی چاہیئے۔ یہ جو ملی ہے بالکل ایسی ہی لگتی ہے جیسے ہاضمہ درست رکھنے والی کوئی دوا۔"

"شیرہ تو یہاں ممکن نہیں معمر بیٹے۔"

"خیر میری قسمت۔"

"دوسری بات! اب تم اس عمارت سے باہر قدم نہیں نکالو گے تمہارا کام ختم۔"

"یہ تو مشکل کام ہے باس۔"

"ہائی ییو کا عملہ تمہاری شکل نہیں بھلا سکے گا۔ جیمسن کو انہوں نے دیکھا ہی نہیں تھا۔ میں کسی نہ کسی طرح کام چلا ہی لوں گا۔ لیکن ابھی تک میک اپ کا ایسا سامان دریافت نہیں ہو سکا جو تمہیں گلفام بنا دے۔"

"اب میں اسے کیا کروں۔"

"لہٰذا تمہاری روپوشی بھی کام ہی ٹھہری۔"

"مالک ہو۔۔۔ تمہاری مرضی!"

"میں اور جیمسن کچھ دنوں کے لئے یہاں سے جا رہے ہیں۔"

"میں سمجھتا ہوں۔۔۔ اب تمہیں کہاں چین۔"

"بہرحال لڑکی اور اس کا بھائی دونوں ہی تمہاری ذمہ داری ہیں دونو کا سامنا نہ ہونے پائے۔ ویسے لڑکی شریف معلوم ہوتی ہے جو کچھ بھی کہا جاتا ہے اس کے خلاف نہیں کرتی۔"

"آہا۔۔۔!" دفعتہً جوزف چونک کر بولا۔ "ایک بات تو بھول ہی گیا زلیخا نے ایک اطالوی لڑکی کا بھی ذکر کیا تھا جو ہائی ویو پر اس کے ساتھ تھی۔"

"کیا وہ بھی قیدی تھی؟"

"نہیں۔ زلیخا کی دیکھ بھال کے لئے تھی لیکن پھر ان تینوں سے اس کا جھگڑا ہو گیا تھا اور وہ چلی گئی تھی۔"

عمران نے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

"تو پھر اب میں اپنے کمرے میں جاؤں؟" جوزف نے جمائی لے کر پو شاید اس کا نشہ اکھڑ رہا تھا۔

"ضرور۔۔۔ ضرور۔۔۔ اب اس نامعقول کو بھیج دینا۔" عمران نے کہا۔ جوزف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیمسن کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کے ہونٹوں پر کچھ عجیب سی مسکراہٹ تھی۔

"اس خندۂ دنداں نما کا مطلب؟" عمران نے ڈپٹ کر سوال کیا اور

جیمسن ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"میں پہلے ہی کان پکڑ چکا ہوں۔ یور میجسٹی۔"

"میں نے پوچھا تھا دانت کیوں نکلے پڑ رہے ہیں۔"

"کلوٹے کی قسمت پر اظہار مسرت کر رہا تھا۔"

"کیا مطلب؟"

"میرا خیال ہے کہ اس لڑکی نے بالآخر اسے آدمی بنا ہی دیا۔"

"سفر کی تیاری کرو۔ وہ لڑکی کے باپ کا کارنامہ ہے۔" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا

*

فضا شہتوتوں کی میٹھی میٹھی مہک سے معمور تھی اور جھیل کی طرف سے آنے والی خنک ہوا کے جھونکے انگور کی بیلوں میں لطیف سرسراہٹیں پیدا کر رہے تھے سورج غروب ہو چکا تھا۔ ٹرسیمنی کی تفریح گاہوں میں بڑی چہل پہل تھی۔ دراصل آج ریشم کے کیڑے پالنے والوں کا تہوار تھا۔ کھلی جگہوں پر لوگوں کی بھیڑ نظر آتی تھی۔ لوک ناچ اور لوک گیتوں کا گویا طوفان آگیا تھا۔ ہر مجمعے میں کوئی ایک قصہ گو گیٹار کے تاروں پر مضراب لگا لگا کر کہانی کہتا نظر آتا۔ پھر کہانی ہی کے کسی کردار کی طرف سے گانا شروع کر دیتا۔ گیٹار کے تاروں پر تیزی سے اس کا ہاتھ چلتا۔ لوگ تالیوں سے تھاپ دیتے اور نوجوان جوڑے رقص کرنے لگتے۔

ایسے ہی ایک مجمعے میں کپتان الفروزے کو بھی گیٹار تھما دیا گیا اور اس سے روائتی انداز میں لطیفوں کی فرمائش کی گئی۔

"دوستو! یہ ایک مشکل کام ہے۔" وہ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "لطیفے ہنسنے ہنسانے کی چیز ہے۔ ان میں موسیقی کا کیا کام۔۔۔"

"جیسے بھی بنے کام چلاؤ پیارے!" ایک عورت چیخ کر بولی۔

"اچھا تو سنو!" وہ تاروں میں مضراب لگا کر بولا۔

"لطیفے کے بعد گیت بھی ہوگا۔" دوسری عورت چیخی۔

"ہاں ہاں ضرور ہوگا۔" بہت سی آوازیں آئیں۔

"دیکھا جائے گا۔ پہلے تم لطیفہ تو سنو!" الفرزو نے گیٹار پر مضراب لگا لگا کر کہنا شروع کیا۔ "اسپین کا ایک بیوقوف طالب علم انگلستان کی سیر کو گیا۔ شہروں شہروں مارا پھر رہا تھا کہ ایک ہم وطن سے ملاقات ہو گئی۔ اس نے کہا شہروں میں کیا رکھا ہے۔ دیہاتوں میں گھومو پھرو اور زندگی کا لطف اٹھاؤ۔ طالب علم نے کہا ٹھہروں گا کہاں؟ شہروں میں تو ہوٹل موجود ہیں۔ ہم وطن نے کہا کہ بھائی انگریز بڑے مہمان نواز ہوتے ہیں۔ اوّل تو تم شہروں کے آس پاس کے دیہاتوں میں جاؤ۔ دن بھر گھومو پھرو اور شام کو واپس شہر آجاؤ اور اگر دیہات ہی میں رات ہو جائے تو تم کسی بھی گھر کے دروازے پر دستک دے کر رات گزارنے کی درخواست کر سکتے ہو۔ وہاں رات کا کھانا بھی ملے گا اور بستر بھی پھر صبح ناشتہ کرا کے صاحب خانہ تمہیں رخصت کر دے گا۔ بات سمجھ میں آگئی۔ بیوقوف طالب ——— نکل کھڑا ہوا دیہات کی طرف ——— اس نے سوچا۔ یہ تو بڑی اچھی تدبیر ہے ایک وقت کے کھانے اور ناشتے کے پیسے ہی بچیں گے دن بھر گھومتا پھرا اور دیدہ و دانستہ دیہات ہی میں رات کر دی۔ پھر ایک چھوٹے سے مکان کے دروازے پر دستک بھی دے بیٹھا۔ ایک بوڑھے انگریز نے دروازہ کھولا اور طالب علم نے رات گزارنے کی درخواست پیش کر دی۔ رات بہت سرد تھی طالب علم کے دانت بج رہے تھے۔ بوڑھے انگریز نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ کہا آجاؤ بھائی آج سردی بہت ہے۔ ہم سب بستروں میں گھس چکے تھے اور ہمارے

پاس صرف دو ہی کمرے ہیں۔ ایک میں ہم بڈھے بڑھی سوتے ہیں اور دوسرے میں بے بی۔ پھر وہ اُسے کچن میں لے گیا۔ جو کچھ بچا کھچا تھا اس کے سامنے رکھتا ہوا بولا۔ ہمارے کمرے میں تو جگہ نہیں ہے۔ ایسا کرو کہ بے بی کے کمرے میں سو جاؤ۔ طالب علم نے سوچا بے بی رات کو اگر جاگی اور رونے دھونے لگی تو خواہ مخواہ اس کی نیند خراب ہوگی اور اخلاقاً مجھے اُٹھ کر اسے تسلی دلاسا دے کے دوبارہ سلانا پڑے گا اور اگر حوائج ضروریہ سے بھی فارغ کرانا پڑا تو اور مصیبت ہوگی۔ لہٰذا اس نے بڑی سعادت مندی سے کہا نہیں! آپ بے بی کے آرام میں خلل اندازی نہ کریں وہ سو گئی ہوگی۔ آپ براہ کرم مجھے ایک کمبل دے دیجئے میں برآمدے ہی میں بینچ پر لیٹ جاؤں گا۔ بوڑھے نے کہا یہ مناسب نہیں معلوم ہوتا سردی بہت زیادہ ہے برآمدے میں اکڑ جاؤ گے ایک کمبل ناکافی ہوگا۔ ہمارے احمق اکڑ کر بولے میں سیاح ہوں بحر منجمد شمالی میں بھی ایک ہی کمبل میرے لئے بہت ہوگا بہر حال اپنی ضد پہ اکڑ کر اس نے ایک کمبل لیا اور برآمدے میں پڑ رہا۔ سردی سچ مچ بہت زیادہ تھی رات بھر کمبل لپیٹے اکڑوں بیٹھا رہ گیا۔ دانت بجتے رہے جب دیکھا کہ صبح ہو رہی ہے تو ہانپتا ہانپتا لیٹ گیا لیکن نیند کہاں۔ بہر حال بوڑھے نے آکر اسے ناشتے کے لئے اٹھایا۔ ناشتے کی میز پر بوڑھی، بوڑھے کے علاوہ ایک بیحد جوان توانا اور خوبصورت لڑکی بھی نظر آئی۔ بوڑھے نے طالب علم سے کہا۔ ہماری بے بی سے ملو۔ اور یہ بونقوں کی طرح منہ پھاڑے اُسے دیکھتا رہا۔ بے بی چہک کر بولی میرا نام میریا ہے ——— اور تمہارا نام ———؟ طالب علم نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ میرا نام ———! میرا نام ڈیم فول ہے۔"

قہقہوں کے شور سے پورا میدان گونج اٹھا اور الفرزو نے گیٹار بجا بجا کر گانے لگا۔ "اگر دنیا میں احمق نہ ہوتے تو ہم ہنسنے کو ترس جاتے۔"

ان کا دم غنیمت ہے... دنیا انہی کی وجہ سے جنت ہے۔
اگر مجھے کوئی احمق مل جائے تو میں اسے متبنیٰ کر لوں گا۔
اس طرح — بقیہ زندگی آرام سے گزر جائے گی۔“

”مل گیا... مل گیا...“ مجمعے میں سے کسی نے چیخ کر کہا ”یہاں ایک ایسا بے وقوف موجود ہے۔“

الفروزے خاموش ہو گیا۔

مجمعے سے پھر آواز آئی ”یہ بیوقوف آدمی پوچھ رہا ہے کہ یہ شخص لطیفہ سنا کر رونے کیوں لگا ہے۔ رو رہا ہے تو گیتار کیوں بجا رہا ہے۔“

الفروزے نے زوردار قہقہہ لگایا اور بولا ”لاؤ... اسے میرے پاس لاؤ۔ میں اُسے ضرور متبنیٰ کروں گا۔ آجاؤ میرے پاس۔“

ایک آدمی مجمعے سے نکل کر اس کی طرف بڑھا جوان اور خوش شکل تھا لیکن چہرے پر حماقت طاری تھی۔

”خوب خوب!“ الفروزے ہنس کر بولا ”واقعی معلوم ہوتے ہو۔“

اجنبی پوری طرح روشنی میں آ گیا تھا۔

”کہاں سے آئے ہو؟ اطالوی تو نہیں معلوم ہوتے۔“

”یونانی ہوں۔“ اجنبی نے جواب دیا۔

”ارے افلاطون اور ارسطو کی سرزمین پر بھی تم جیسے پائے جاتے ہیں؟“

”انہی کی وجہ سے تو پائے جاتے ہیں میری عقل کتابوں نے چرا ڈالی ہے۔“

”طالب علم ہو؟“

”اور احمق بھی۔ لیکن بے بی کے لئے انگلستان جانا پڑے گا یہاں تو کوئی مل نہیں۔“

”اکیلے ہو؟“

”نہیں۔! میرے ساتھ ایک بیوقوف اور بھی ہے لیکن وہ میری طرح روانی سے اطالوی نہیں بول سکتا۔“

”اسے بھی بلاؤ!“ الفروزے زندہ دلی کا مظاہرہ کرتا رہا۔

”آجاؤ بھائی... تم بھی!“ احمق نے مڑ کر کسی کو آواز دی۔

دوسرا بھی اسی کے قریب آ کھڑا ہوا۔

”یہ بھی یونانی ہے؟“ الفروزے نے پوچھا۔

”نہیں! یہ عرب ہے۔“

”کہاں مقیم ہو؟“

”کہیں بھی نہیں! لانچ سے اتر کر سیدھے ادھر ہی چلے آئے ہیں۔“

”تم دونوں میرے مہمان رہو گے جب تک دل چاہے عیش کرو۔“ الفروزے نے کہا اور پھر جھوم جھوم کر گیتار بجانے لگا۔ اس بار اس نے ایک اسپینی نغمہ چھیڑ دیا تھا۔ اُس کی پاٹ دار آواز دور دور تک پھیل رہی تھی لیکن پھر اچانک اس طرح خاموش ہو گیا جیسے سر پر پہاڑ آ گرا ہو۔ اس کا ایک ماتحت تیزی سے اس کے قریب پہنچا تھا اور آہستہ آہستہ کچھ کہنے لگا تھا۔ الفروزے کے چہرے پر غضبناکی کے آثار نظر آتے تھے اور وہ پیر پٹخ کر دھاڑا تھا ”میرا موڈ خراب کر دیا تم نے۔ اُسے ہمیں کیوں نہیں لیتے آئے۔“

”وہ نہیں آئی... بے حد اہم بات ہے۔“

”اچھا۔ میں جا رہا ہوں۔ یہ دونوں میرے مہمان ہیں۔ تم انہیں فینلی پے ٹیو میں لے جاؤ۔ منیجر سے کہنا میرے مہمان ہیں۔ قیام کریں گے۔ میرے حساب میں۔“

”بس بس شکریہ!“ اجنبی احمق ہاتھ اٹھا کر بولا ”ہوٹل میں بے بی کہاں ملے گی۔ ہم کسی بے بی والے کو تلاش کریں گے تمہارے لطیفے سے فائدہ نہ اٹھایا تو کچھ

بھی نہ کیا۔“

الفروزے کو گفتگو کے اس انداز پر ہنسی آگئی اور اس نے شانے سکوڑ کر کہا ”تمہاری مرضی! کبھی کبھی ملتے رہنا۔ دلچسپ آدمی معلوم ہوتے ہو کپتان الفروزے کو پورا قصبہ جانتا ہے کسی سے بھی میرا پتہ معلوم کر کے مجھ تک پہنچ سکتے ہو۔“

”اتنے لمبے ہو کر میں پہنچ ہی نہیں سکوں گا۔“

الفروزے قہقہہ لگاتا ہوا وہاں سے چل پڑا تھا۔ اس کے وزنی جوتوں کی دھمک دُور دُور تک پھیل رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ اسٹیمر پر پہنچا اور سیدھا اپنے کیبن میں چلا گیا۔ یہاں ایک خوش شکل اور جوان العمر عورت پہلے سے موجود تھی۔

”تم یہاں کیا کر رہی ہو میریانا۔“

”باس سے ملنا تھا۔“

”کیا تمہیں علم ہے کہ وہ یہاں تھا۔“

”میں اس کی سیکرٹری ہوں۔ لیکن ”تھا“ کا کیا مطلب؟“

”یہی کہ اب وہ یہاں نہیں ہے۔“

”کہاں ہے؟“

”میں نہیں جانتا۔“

”اچھا تو تم سنو! باس ہی کی ہدایت ہے کہ اس کی عدم موجودگی میں اہم معاملات کے لیے تم سے رجوع کیا جائے۔“

”ٹھیک ہے۔ بتاؤ کیا بات ہے؟“

”تمہیں علم ہوگا کہ کرنل موگمبی کی بہن اس کے مشورے کی بنا پر ہماری قید میں تھی۔“

”مجھے علم ہے۔“

”باس نے اُسے اپنی ذاتی لانچ پر رکھا تھا میری نگرانی میں۔ لیکن میں لانچ پر نہ رہ سکی۔“

”کیوں؟“

”تینوں ملاحوں کی وجہ سے... وہ مجھ سے....“

”اچھا.... اچھا.... سمجھ گیا.... تو پھر—؟“

”ایک سیاہ فام آدمی لڑکی کو وہاں سے نکال لے گیا۔“

”کیا کہہ رہی ہو!“ الفروزے دھاڑا۔

”مجھ پر چیخنے کی ضرورت نہیں!“ عورت بھی چیخی۔

”کیسے نکال لے گیا؟“

”مجھے بس اتنا ہی معلوم ہے اور تینوں ملاح باس کے ڈر سے روپوش ہو گئے ہیں۔ لانچ ڈوک پر چھوڑ کر بھاگ گئے۔“

”الفروزے سختی سے ہونٹ بھینچے ہوئے ٹہلتا رہا۔

”اور اب دوسری بڑی خبر سنو۔“

”بکو جلدی سے۔“

”تم مجھ سے ایسے لہجے میں گفتگو نہیں کر سکتے میں تم سے کمتر نہیں ہوں۔“

”اچھا۔ اچھا۔“ الفروزے سنبھل کر بولا۔ ”بتاؤ دوسری خبر کیا ہے۔“

”ردومانو سے کرنل موگمبی کا اغوا ہوا ہے۔“

”اوہ خدایا—!“ الفروزے پیر پٹخ کر کہا۔

”اور یہ اغوا لڑکی کے غائب ہو جانے کے ایک دن بعد ہوا ہے“ میریانا پُرسکون لہجے میں بولی۔

”اس کا یہ مطلب ہوا کہ اگر لڑکی غائب نہ ہوتی تو موگمبی کا اغوا نہ ہوتا۔“

"اس کے علاوہ اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ اغوا کرنے والوں نے لڑکی سے معلومات حاصل کی ہوں گی۔"

الفرڈے پھر خاموشی سے ٹہلنے لگا۔ لیکن وہ بیحد غضبناک نظر آ رہا تھا۔ ایک طرح سے اس کی شخصیت ہی بدل کر رہ گئی تھی۔ یک بیک وہ رک کر میریانا کو گھورتا ہوا بولا۔ "لڑکی محض تمہاری وجہ سے غائب ہوئی۔"

"میری وجہ سے کیوں؟"

"باس نے اُسے جاہل ملاحوں پر نہیں چھوڑا تھا۔ تم جیسی ذہین عورت اس کی نگرانی کر رہی تھی۔"

"ٹھیک ہے! لیکن میں خود کو ان جاہل ملاحوں کے حوالے نہیں کر سکتی تھی۔"

"ایڈلاوا کی سیکریٹریاں مقدس کنواریاں نہیں ہیں۔"

"لیکن وہ اتنی سستی بھی نہیں ہیں کہ ہر کس و ناکس۔۔۔!"

"خاموش رہو۔۔۔ اسٹیمر پر اٹھارہ جاہل ملاح موجود ہیں۔ میں ابھی تمہیں اُن کے حوالے کر دوں گا اور تم صبح تک موت کے گھاٹ اتر جاؤ گی۔"

"بکواس بند کرو۔" وہ مٹھیاں بھینچ کر چیخی۔

"بکواس کی بچی!" الفرڈے نے اس کی کلائی پکڑ کر جھٹکا دیا اور وہ منہ کے بل فرش پر چلی آئی پھر اس نے بڑی بے دردی سے اپنا ایک پاؤں اس کی کمر پر رکھ کر گھنٹی کا بٹن دبایا تھا۔

دو ملاح کیبن میں داخل ہوئے۔ میریانا اس کے پاؤں کے نیچے دبی ہوئی چیخ رہی تھی۔ فرش پر گھونسے مار رہی تھی۔

اسے لے جاؤ۔ تم سب کی مشترکہ ملکیت ہے۔" الفرڈے نے ملاحوں سے کہا۔ وہ اسے اٹھانے کے لئے جھکے تھے۔ لیکن جیسے ہی الفرڈے کا پاؤں اس کی کمر سے ہٹا وہ ان دونوں کی گرفت میں آنے سے قبل تڑپ کر ایک طرف ہٹ گئی اور پھر اُٹھ کر بھاگی اور کیبن کے کھلے ہوئے دروازے سے باہر نکل گئی۔

"پکڑو۔۔۔!" الفرڈے ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔ "تمہاری ملکیت ہے۔"

وہ دونوں بھی باہر بھاگے اور الفرڈے کیبنٹ سے شراب کی بوتل نکال کر پینے بیٹھ ہی رہا تھا کہ باہر سے شور سنائی دیا۔ وہ جھلا کر اٹھا اور عرشے کی طرف چل پڑا۔ عرشے پر ملاحوں کی بھیڑ نظر آئی۔ وہ چیخ رہے تھے۔

"کیا بات ہے؟" الفرڈے دہاڑا۔

"وہ پانی میں کود گئی کیپٹن۔۔۔!"

"ڈوب کر نہ مرنے پائے۔۔۔۔ تم بھی کود جاؤ۔"

"لیکن۔۔۔ لیکن۔۔۔۔!" ایک ملاح اس کے قریب پہنچ کر ہکلایا۔

"کیا بکواس ہے۔"

"وہ کودی تھی اسی وقت ایک لانچ قریب ہی سے گزر رہی تھی۔ اس پر سے کسی نے اُسے اٹھا لیا۔"

"اور تم کھڑے منہ دیکھتے رہے کدھر گئی ہے لانچ؟"

ملاح نے جنوب کی طرف ہاتھ اٹھا دیا۔

"فوراً دو لانچیں اتارو اور تعاقب کرو۔۔۔ نکلو۔۔۔ چلو جلدی۔"

"ہائیں۔۔۔ یہ تو عورت معلوم ہوتی ہے۔" "یور میجسٹی!" جیمسن بوکھلا کر بولا۔

"پوچھو کون ہے۔" عمران نے کہا جو اسٹروکنگ کر رہا تھا۔

"جواب نہیں دے سکتی۔"

"کیا بکواس ہے۔"

"بے ہوش ہو گئی ہے۔"

"پیٹ سے پانی نکالنے کی کوشش کرو۔"

"وہی تو کر رہا ہوں۔ ورنہ اندھیرے میں کیسے معلوم ہوتا کہ عورت ہے میرا خیال ہے کہ یہ اتفاقیہ حادثہ نہیں ہو سکتا۔ جان بوجھ کر گرا دی ہوگی۔"

"تمہاری خوشبو آئی ہوگی۔"

"ایسی قسمت کہاں۔ میں تو ایک بدبودار کھٹمل ہوں۔"

"یہ روشنی کیسی تھی؟ آہا! شاید ہمارا تعاقب شروع ہو گیا ہے۔ سرچ لائٹ لگی ہوئی لانچ اسٹیمر سے اتاری گئی ہے۔ اچھا اب تم وہیل پر آجاؤ۔ میں سنبھالتا ہوں انہیں۔ بس سیدھے ہی چلے چلو۔ آج دن بھر میں نے پورے مغربی ساحل کا جائزہ لے ڈالا ہے جس زاویئے پر ہم جا رہے ہیں راہ میں کسی قسم کی رکاوٹ نہیں ہے۔"

جیمسن نے فوراً تعمیل کی۔ عمران رائفل اٹھا کر لانچ کے پچھلے حصے میں آگیا۔ ابھی دونوں لانچوں کے درمیان اتنا فاصلہ تھا کہ سرچ لائٹ کی شعاعیں عمران کی لانچ کے اُوپر سے گزر رہی تھیں۔ لانچ گردش کرنے والی روشنی کی زد میں نہیں آرہی تھی۔ پھر جیسے ہی اس کا موقع آیا عمران نے سرچ لائٹ پر فائر کر دیا۔

"سبحان اللہ!" جیمسن بولا۔ "کل آپ کے ہاتھ چوم لوں گا۔ کیا نشانہ ہے۔"

روشنی غائب ہو چکی تھی اور ادھر سے بھی کچھ فائر ہوئے تھے لیکن عمران نے رائفل ایک طرف رکھ دی اور عورت کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"تم بس اسی رفتار سے چلتے رہو میں اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں۔"

"او کے یور میجسٹی! خدا کرے بے بل ہی ثابت ہو۔"

"وہ مردود بہت ہی خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ خوش مزاج بھیڑیا سمجھ لو ایڈلاوا کا بہت ہی خاص آدمی ہے آج میں نے اس کے بارے میں بہتیری معلومات حاصل کی ہیں۔"

"دیو ہے دیو۔ اس جسامت کا مسخرہ میری نظر سے نہیں گزرا تھا۔" جیمسن بولا۔ اچانک پھر روشنی دکھائی دی۔

"اوہ شاید کئی لانچیں اتاری ہیں انہوں نے!" عمران بولا۔ "خیر.. بہتر.... تمہارا بھی وہی حشر ہوگا۔"

اس نے پھر رائفل سنبھال لی اور جیسے ہی لانچ روشنی کی زد میں آئی۔ اس نے فائر کر دیا۔ روشنی پھر غائب ہو گئی اور اس بار دوسری طرف سے فائروں کی بوچھاڑ ہو گئی تھی

"ذرا لہراتے چلو۔" عمران نے جیمسن سے کہا۔

اور وہ وہیل کو الٹی سیدھی گردش دینے لگا۔ عورت کراہنے لگی تھی۔ عمران جہاں تھا رائفل سنبھالے وہیں بیٹھا رہا لیکن پھر روشنی نہ دکھائی دی۔

"اب کیا خیال ہے یور میجسٹی!"

"بس چلتے رہو۔ شاید واپس ہو گئے اندھیرے میں جھک نہیں ماریں گے"

"آپ کے نشانے سے مرعوب ہو گئے ہوں گے۔ لیکن ہم کہاں جائیں گے؟"

"میں نے ایک اور ایسی جگہ دیکھ رکھی ہے جہاں لانچ چھپائی جا سکے گی۔"

"تم... میں... کہاں ہوں؟" عورت منمنائی۔

"محفوظ ہاتھوں میں ہم نے تمہیں ڈوبنے سے بچا لیا ہے تم آرام سے لیٹی رہو ہمارے پاس شراب نہیں ہے ورنہ تمہیں تھوڑی سی قوت بھی پہنچانے کی کوشش کرتے"

”نہیں۔۔۔۔ میں مرنا چاہتی ہوں۔“

اگر عمران جھپٹ کر اُسے پکڑ نہ لیتا تو اس نے پھر پانی میں چھلانگ لگا دی ہوتی۔

”یقین کرو تم محفوظ ہو۔ لیکن مجھے کیا پتہ کہ تم نے خود چھلانگ لگائی تھی۔ یا پھینکی گئی تھیں۔“

”میں نے خود چھلانگ لگائی تھی۔ مجھے چھوڑ دو۔“

”ہوش میں آؤ۔۔۔۔ میں تمہیں خودکشی نہیں کرنے دوں گا۔“

”تو تمہارا تعلق اسٹیمر سے نہیں ہے۔“

”ہرگز نہیں۔۔۔۔ ہم تو اسٹیمر کے قریب سے گزر رہے تھے۔“

”لہجے سے غیر ملکی معلوم ہوتے ہو۔“

”تمہارا خیال درست ہے۔ ہم ٹرلیسنی کی سیر کرنے آئے تھے۔ آج کل یہاں جشن ریشم منایا جا رہا ہے نا۔“

”تمہاری لانچ پر کتنے آدمی ہیں۔“

”میں ہوں اور میرا ساتھی۔“

”بیدردی سے مار ڈالے جاؤ گے تم نہیں جانتے کہ تم نے کن لوگوں کے معاملات میں دخل اندازی کی ہے۔“

”دو لانچیں ہمارے تعاقب میں روانہ ہوئی تھیں لیکن میں نے فائر کر کے ان کی سرچ لائٹیں ناکارہ کر دیں اور شاید اسی بنا پر انہیں واپس ہو جانا پڑا ہے۔ لیکن وہ تو شاید ماہی گیری کا اسٹیمر ہے۔“

”وہ اسٹیمر نہیں جہنم ہے۔۔۔ مگر تم کیا جانو۔“

”تو بتاؤ نا۔۔۔“

”فی الحال مجھ میں سکت نہیں ہے اور تم اپنی جانیں بچانے کی کوشش کرو۔

اس جھیل میں کہیں نہ کہیں مار دیئے جاؤ گے۔“

”میں کہتا ہوں تم اس کی فکر نہ کرو۔ آرام سے لیٹی رہو۔“

پھر وہ جیمسن کو عورت کے پاس بھیج کر خود اسٹیرنگ کرنے لگا تھا۔

”تم لوگ مجھے ان سے نہیں بچا سکو گے۔“ عورت بولی۔

”تم ایک کھلی ہوئی حقیقت کو جھٹلا رہی ہو۔ ارے ہم تمہیں بچائے لئے جا رہے ہیں۔“

”خوش فہمی ہے تمہاری! تھوڑی دیر میں اسٹیمر ہی حرکت میں آجائے گا۔“

”آجانے دو۔۔۔۔ ہم مچھلیاں نہیں ہیں۔“

”تم اس اسٹیمر کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ وہ ایک جنگی جہاز میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے کئی ہلکی توپیں اس پر موجود ہیں ایک نشست والا چھوٹا ہیلی کوپٹر بھی ہے۔“

”اچھا ٹھہرو! میں یہ اطلاع اپنے ساتھی تک پہنچا دوں۔“ جیمسن اٹھتا ہوا بولا۔ ”لیکن تم خدا کے لئے یونہی لیٹی رہنا۔ آدمی کو مرتے دم تک ظلم کے خلاف جدوجہد کرنی چاہیے۔ تمہاری خودکشی سے ان لوگوں کی صحت پر کیا اثر پڑے گا۔“

”تم جاؤ! اب میں نے بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ لڑ کر ہی جان دوں گی۔“

”شاباش۔۔۔!“

وہ چھلانگیں مارتا ہوا عمران کے پاس پہنچا اور جلدی جلدی اسے اسٹیمر کے بارے میں بتانے لگا۔

”آہا۔ تب تو جلدی ہی کرنی چاہیئے ورنہ اگر انہوں نے ہیلی کوپٹر کی سرچ لائٹ استعمال کر ڈالی تو مار ہی دیئے جائیں گے۔“

لانچ کی رفتار کچھ اور تیز ہو گئی اور جیمسن پھر عورت کی طرف پلٹ آیا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھی ہوئی تھی۔

”ہم جلد ہی ایک محفوظ جگہ پر پہنچ جائیں گے۔“ جمیسن نے کہا

”شاید! مجھے تو یقین نہیں ہے کہ ہم بچ سکیں۔ تم دونوں خواہ مخواہ مارے جاؤ گے۔“

”آخر تم نے اسٹیمر سے چھلانگ کیوں لگائی تھی؟“

”میں ان لوگوں سے بیزار ہو گئی ہوں۔“

”تو گویا تم ان سے غیر متعلق نہیں ہو۔“

”نہیں! کچھ دیر پہلے میں انہی میں سے تھی مگر اب نہیں ہوں خدا مجھے معاف کرے۔“

”کیا وہ بحری قزاق ہیں؟“

”قزاقوں کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں۔ وہ ان سے بھی بدتر ہیں۔ ابلیس کے بیٹے لیکن میں تمہیں یہ سب کیوں بتا رہی ہوں تم ان کا کیا بگاڑ لو گے۔ پورے ملک میں ان کی ٹکر کا کوئی نہیں ہے۔ جب چاہیں حکومت ہی کا تختہ الٹ دیں۔“

”اول درجے کے بدمعاش معلوم ہوتے ہیں۔ ہم ان سے ضرور جھگڑا کریں گے۔“

”کتنے آدمی ہیں تمہارے ساتھ؟“

”بس ہم دو ہی ہیں۔“

وہ حقارت سے ہنسی تھی لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

دفعتاً لانچ کا رخ بدل گیا اور عمران کی آواز سنائی دی ”ہوشیار ہو جاؤ۔ میں ہیلی کوپٹر کی گڑگڑاہٹ سن رہا ہوں۔“

”مجھے تو ابھی نہیں سنائی دی۔“ جمیسن بولا۔

”ابھی دور ہے۔ لیکن پروا نہ کرو ہمیں جہاں پہنچنا تھا۔ غالباً پہنچ چکے ہیں۔“

”مجھے تو مرنا ہی ہے!“ عورت بڑبڑائی ”لیکن تم لوگ خواہ مخواہ اپنی زندگیوں

سے ہاتھ دھوؤ گے۔“

”تم نے ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا۔“

”کیا کرو گے نام پوچھ کر... تھوڑی دیر میں نہ جانے کیا ہو جائے۔“

”پھر بھی بتاؤ۔ میرے ساتھی کا نام ڈھمپ ہے اور میں جمن مراکشی ہوں۔“

عورت خاموش ہی رہی۔ وہ گہری گہری سانسیں لے رہی تھی۔

لانچ کی رفتار برائے نام رہ گئی تھی اور انجن کی آواز ایسی لگ رہی تھی جیسے کسی بند جگہ میں گونج رہی ہو۔

”بات بن گئی۔“ جمیسن نے عمران کو کہتے سنا۔

”میں نہیں سمجھا... یور میجسٹی۔“

”جہاں کے لئے چلے تھے۔ وہیں پہنچے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ ان جگہوں سے ناواقف ہوں۔“

”تب پھر کیا بات بنی ہے۔“

”دیکھا جائے گا۔“

لانچ رک چکی تھی لیکن انجن کی گونج ابھی باقی تھی۔ پھر اچانک سناٹا طاری ہو گیا۔

”یہاں تو اتنا اندھیرا ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا۔“ جمیسن بولا۔

”ہم کھلے آسمان کے نیچے تو نہیں ہیں۔ بس ایک بڑا سا غار سمجھ لو جس کے کچھ حصے میں جھیل کا پانی بھرا ہوا ہے۔“

یعنی اگر کچھ افتاد پڑی تو چوہے کے بل ہی میں مر جائیں گے۔“ جمیسن گھبرا کر بولا۔

”تم دونوں اگر اطالوی ہی میں گفتگو کرو تو کیا حرج ہے۔“ عورت بول پڑی۔

”ہمیں افسوس ہے۔ اب ہم خیال رکھیں گے۔“ عمران نے کہا وہ ان کے قریب پہنچ گیا تھا۔

"یہاں تو بڑی گھٹن ہے۔" جیمسن بولا۔

"خاموش۔۔۔ ! سنو۔ ہیلی کوپٹر" یہ عمران کی آواز تھی۔

ہیلی کوپٹر کی گرج قریب ہو کر دور ہوتی چلی گئی۔ وہ بالکل خاموش تھے۔

کچھ دیر بعد عورت بولی۔ "ہم بچ نہیں سکتے۔"

"بچ گئے۔ اب ہمارا کوئی کیا بگاڑ سکے گا۔" عمران نے ہنس کر کہا۔

"میں ابھی تمہارے ساتھی کو بتا رہی تھی کہ وہ اسٹیمر جنگی جہاز میں بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔"

"میری لاش اس پر جہنم کا دہانہ کھول دے گی۔ تم بالکل فکر مت کرو۔ کیا نام ہے تمہارا؟"

"میر یانا—!"

"اچھا نام ہے۔"

"تمہارے ساتھی نے تمہارا اور اپنا نام بتایا تھا۔ میں بھول گئی۔"

"ابے کیا نام بتایا تھا؟" عمران نے اردو میں پوچھا۔

"لینگویج پلیز یور میجسٹی! آپ وہی پرانے ڈھمپ ہیں اور میں جمن مراکشی۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران نے کہا اور عورت سے اطالوی میں کہا۔ "اب تم ہمیں اپنی کہانی سنا سکتی ہو۔"

"میری کوئی کہانی نہیں ہے۔ بس زندگی سے تنگ آ گئی ہوں۔"

"اسی وقت تنگ آنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"بس انسانی ذہن ہی تو ہے۔"

"اسٹیمر پر کتنی عورتیں ہیں؟"

"میرے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے۔ غالباً تم خود ہی معاملے کی تہہ تک پہنچ گئے ہو۔ لہٰذا اب مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔"

"میں کسی معاملے کی تہہ تک نہیں پہنچ سکا۔"

"تب تم بالکل احمق معلوم ہوتے ہو۔"

"انٹرنیشنل قسم کا۔۔۔ مجھے اعتراف ہے۔"

"سچ سچ بتاؤ۔۔۔ تم لوگ کون ہو؟"

"سوال تو یہ ہے کہ کسی خودکشی کرنے والے کو دوسروں کے بارے میں جاننے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔"

میریانا کچھ نہ بولی۔ عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ "تم شاید ابھی میرے ساتھی کو بتا رہی تھیں کہ وہ لوگ بے حد خطرناک ہیں۔ اتنے خطرناک کہ اگر چاہیں تو یہاں کی حکومت کا تختہ الٹ دیں۔"

"میں غلط نہیں کہہ رہی تھی۔"

"اسٹیمر پر کتنے آدمی ہیں؟"

"کیپٹن سمیت ۱۹ انیس آدمی ہیں۔"

"سب کے نام بتاؤ۔"

"کیپٹن کے علاوہ اور کسی کا نام نہیں جانتی۔"

"تو پھر اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ مستقل طور پر اسٹیمر سے متعلق نہیں ہو۔"

"تم بالکل کسی پولیس آفیسر کی طرح مجھ پر جرح کر رہے ہو۔"

"میں قانون کا طالب علم ہوں۔"

"ہاں میں مستقل طور پر اسٹیمر پر نہیں رہتی۔"

"کب آئی ہو؟"

"آج ہی۔۔۔ میں جینوا میں رہتی ہوں۔"

”تو وہیں سمندر میں کود پڑی ہوتیں اتنا لمبا سفر کر کے خودکشی کی کیا ضرور

”تمہیں مجھ پر رحم نہیں آتا۔“

”رحم نہ آیا ہوتا تو تمہارے لئے خود کو خطرے میں کیوں ڈالتے۔“

”اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ تم بھی محفوظ رہو۔“

”اس کی کیا صورت ہوگی؟“

”ان کی طرف سے اطمینان ہو جانے پر اسی وقت ”سوموہ“ شہر کی

نکل چلو ہم وہیں محفوظ رہ سکیں گے۔“

”ونیسی کا ”جشن ریشم“ چھوڑ کر ہم کہیں نہ جائیں گے واہ یہ بھی کوئی با

”تو پھر میرا گلا گھونٹ کر پانی میں پھینک دو۔“

”اسے تم بھی ہمارے ساتھ ہی جشن مناؤ گی۔“

”بیوقوف پردیسیو! میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں۔“

”اگر سمجھانے میں کامیاب ہو گئیں تو ہم تمہارا کہنا مان لیں گے

”میں بین الاقوامی ٹھگوں کی ایک تنظیم سے تعلق رکھتی ہوں جس کا

ادارہ بین الاقوامی خیر اندیش کے نام سے مشہور ہے۔“

”اچھا تو پھر —؟“

”بظاہر ادارہ یہاں غیر ملکی تاجروں کے مفادات کی نگرانی کرتا

لیکن اصل بزنس کچھ اور ہے۔“

”لڑکیوں کی خرید و فروخت!“

”کیا تم اسی حد تک سوچ سکتے ہو۔“

”تو بتاؤ نا... میں صرف قانون کا طالب علم ہوں۔“

”اصل بزنس! ایک ملک کے راز چرا کر دوسرے ملک کے ہاتھ فر

ہے۔ یہی نہیں! پس ماندہ ممالک میں افراتفری پھیلانے کے لئے اسلحہ کی اسمگلنگ بھی کرتے ہیں۔“

”خدا کی پناہ... بھلا ان کا سربراہ کون ہے۔“

”یہ معلوم کر کے کیا کرو گے۔“

”ارے گرفتار کرا دیں گے اُسے۔“

عورت ہنس پڑی اور بولی ”سچ مچ صرف طالب علم ہی معلوم ہوتے ہو۔ ایسے کسی ادارے کا سربراہ کوئی معمولی آدمی نہ ہوگا۔ کافی اثر و رسوخ رکھتا ہوگا۔ یہاں کی حکومت کے ذمہ دار لوگوں سے بھی خاصے مراسم رکھتا ہوگا۔“

”اس سڑے ہوئے اسٹیمر کا کپتان!“

”اس غلام زادے کی حقیقت ہی کیا ہے۔“

”تو پھر کون ہے؟“

”میں اس کی آٹھویں سیکرٹری ہوں۔“

”تو کیا یہ تعداد تم سے آگے بھی بڑھی ہے۔“

”مختلف امور کے لئے چوبیس عدد ہیں۔“

”لیکن اب تم اس کی سیکرٹری نہیں رہنا چاہتیں۔“

”ہرگز نہیں!“

”وہ کہاں رہتا ہے؟“

”جینوا میں — لیکن کچھ دن پہلے اس اسٹیمر پر آیا تھا اور میں اسی کو ایک اطلاع دینے آئی تھی۔ لیکن وہ یہاں سے کہیں اور جا چکا تھا۔ اسٹیمر کا عملہ مجھ سے بدسلوکی کرنا چاہتا تھا لہٰذا میں نے جان پر کھیل جانے کو ترجیح دی۔“

”اُف وہ! تو یہ بات تھی اب میں ان میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔“

وہ پھر ہنس پڑی اور بولی۔ "بچوں کی سی باتیں نہ کرو۔"

"اچھا تو پھر ہم کیوں نہ تمہارے باس کو تلاش کریں وہ ان لوگوں کو ضرور سزا دے گا۔"

"وہ قانون کا طالب علم نہیں ہے کہ انہیں سزا دے گا۔"

"میں نہیں سمجھا کہ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔"

"وہ لوگ اس کے لئے مجھ سے زیادہ کار آمد ہیں۔ اس لئے سزا مجھے ہی ملے گی۔"

"تب تو پھر میں اسے بھی مار ڈالوں گا۔"

"میں تمہاری شکل دیکھنا چاہتی ہوں۔ پیارے قانون کے طالب علم۔"

"یہ دیکھو!" عمران نے ٹارچ روشن کر کے روشنی اپنے چہرے پر ڈالی۔ جہاں حماقتوں کے بادل برس رہے تھے۔ وہ قہقہہ لگاتی ہوئی اس سے لپٹ گئی۔

"ارے... ارے... ہے... ہے!" عمران حلق سے خوفزدہ سی آوازیں نکالنے لگا وہ ہنستی اور اسے جھنجھوڑتی رہی پھر بولی "تم نے میری زندگی کے آخری لمحات میں بھی دلچسپیاں بھر دی ہیں۔ میں تمہاری ممنون ہوں پیارے قانون کے طالب علم۔"

"تو اب چھوڑو نا۔" عمران رو دینے کے سے انداز میں بولا۔

"لگ... کیا ہو رہا ہے۔ یور میجسٹی!" جیمسن ہکلایا۔

"تم بھی قریب آجاؤ۔" میریانا بولی۔

"ابے ہرگز نہیں!" عمران اردو میں بولا "مم... میں... بے حد خطرے میں ہوں۔"

دفعتاً ہیلی کوپٹر کی گرج پھر سنائی دی اور وہ اس سے الگ ہٹتی ہوئی بولی

"ناممکن ہے وہ چین سے نہیں بیٹھیں گے۔"

اس بار انہیں غار کے دہانے کے قریب روشنی نظر آئی تھی۔ جو ہیلی کوپٹر کی گرجتی ہوئی آواز کے ساتھ ہی غائب بھی ہو گئی تھی۔

"یہ غالباً اسٹیمر کی طرف واپس گیا ہے۔" عمران بڑبڑایا۔

"پائیلٹ کو غار کا دہانہ ضرور نظر آیا ہوگا۔" جیمسن نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب یہاں سے بھی کھسک لینا چاہیئے۔" عمران بولا۔ ان دونوں کے درمیان اردو میں گفتگو ہوئی تھی۔ عمران نے میریانا سے کہا

"تو پھر چلو! کوموسیٹی ہی کی طرف چلتے ہیں۔"

"لانچ میں اتنا ایندھن ہے؟" میریانا نے پوچھا۔

"ایندھن کی فکر نہ کرو... بہت ہے۔"

"اچھا تو پھر یہی کرو۔ ہیلی کوپٹر جتنی دور جا کر پلٹا ہے اس سے آگے وہ نہیں بڑھیں گے انہیں یقین آجائے گا کہ تم یہیں کہیں پوشیدہ جگہ پر لانچ لے گئے ہو۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے... انہیں اطراف میں تلاش کریں گے۔ لہذا..." جملہ پورا کئے بغیر اس نے محدود روشنی والی ٹارچ روشن کی اور لانچ کے اگلے حصے کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کوپٹر بہت دور جا چکا تھا۔ لانچ کا انجن اسٹارٹ ہوا اور وہ دھیرے دھیرے کھلی فضا میں سرک آئی اور اب اس کا رُخ پھر جنوب کی طرف تھا۔ خاصی تیز رفتاری سے وہ آگے بڑھتی رہی تھی۔

"تم دونوں بھی میرے ہی قریب آجاؤ۔" عمران نے ہانک لگائی پھر سنجیدگی سے بولا "اوہو! یہ تو میں بھول ہی گیا تھا کہ تمہارے کپڑے بھیگے ہوئے ہیں۔ اگر تم پسند کرو تو ہم میں سے کسی کے کپڑے پہن لو جب تک کہ تمہارا لباس خشک نہ ہو جائے۔"

"ہاں... مجھے سردی لگ رہی ہے۔" میریانا بولی۔

"تھوڑی دیر بعد جیمسن کے سلیپنگ سوٹ میں ملبوس کمبل اوڑھے بیٹھی تھی۔ اور جیمسن تھرموس سے گرما گرم کافی انڈیل رہا تھا۔

”تم لوگ بہت اچھے ہو۔“ میریانا بولی۔

”ہم عورتوں میں عورت اور مردوں میں مرد ہیں۔ اس لئے تم سونا چاہو تو اطمینان سے سو سکتی ہو۔“ جمیسن بولا۔

”مجھے یقین ہے کہ تم سچ کہہ رہے ہو لیکن مجھے نیند نہیں آئے گی۔ جب تک ہم کسی محفوظ جگہ پر نہ پہنچ جائیں۔“

”میری ایک تجویز ہے۔“ عمران بولا۔ یہ دونوں خاموش رہے۔ عمران کہتا رہا۔ ”کومو بہت دُور ہے کیوں نہ ہم قریب ہی کے کسی دُوسرے قصبے میں چلے چلیں۔“

”جیسا تم مناسب سمجھو!“ میریانا بولی ”لیکن یہ سمجھ لو کہ جھیل کی پُوری مغربی پٹی پر وہ چھائے ہوئے ہیں۔ کومو بڑی جگہ ہے شاید وہاں ہم مزید آگے بڑھ جانے تک محفوظ رہ سکیں۔“

”وہ تمہیں پہچانتے ہیں لیکن نہ میری لانچ دیکھ سکے ہوں گے اور نہ ہماری شکلیں کیونکہ خاصا اندھیرا تھا۔“

”میری وجہ سے تم لوگ بھی پریشانی میں پڑو گے۔“

”ہرگز نہیں! وہ تمہیں بھی نہ پہچان سکیں گے۔“

”وہ کس طرح؟ پیارے قانون کے طالب علم!“

”میں صرف قانون کا طالب علم ہی نہیں ہوں اسٹیج کا اداکار بھی ہوں۔ ایسا میک اپ کرتا ہوں کہ بس....“

”میں کچھ نہیں جانتی.... جو تمہارا دل چاہے کرو۔“

”بس بس! تم پرواہ مت کرو۔ وہ سب جھک مار کر رہ جائیں گے۔ میں بھی جلدی میں نہیں ہوں۔ یہاں خاصا وقت گزار سکتا ہوں۔“

الفروزے کی غضبناکی میں اضافہ ہی ہوتا رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے اپنے عملے میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے گا وہ سب بت بنے کھڑے تھے۔ ہیلی کوپڑ گرجتا ہوا واپس آ رہا تھا۔ وہ اس وقت ریڈیو روم میں اکٹھے تھے۔ الفروزے نے ٹرانسمیٹر پر پائیلٹ سے رابطہ قائم کیا۔

”میں ٹروٹی پوائنٹ تک دیکھ آیا ہوں جناب۔“ پائیلٹ کی آواز آئی۔

”لانچ نہیں دکھائی دی۔ میرا خیال ہے کہ کسی ڈھکے ہوئے کٹاؤ میں چھپ گئے ہیں۔ اِدھر کچھ کٹاؤ ایسے ہیں کہ بڑی بڑی لانچیں چھپائی جا سکتی ہیں۔“

”وہ اتنی جلدی ٹروٹی پوائنٹ تک پہنچ نہیں سکتے۔ تمہارا خیال درست معلوم ہوتا ہے۔ اچھا اب تم کہیں ڈوک ہی پر لینڈ کر جاؤ۔“

”بہت بہتر جناب!“ پائیلٹ کی آواز آئی اور الفروزے تیزی سے اپنے ملاحوں کی طرف مڑا۔ ”دستی سرچ لائٹیں سنبھالو۔ اور انہیں تلاش کرو۔ تین لانچیں اور تیار ہو۔ ٹروٹی پوائنٹ کے اِدھر ہی تمہارا شکار مل جائے گا اگر تلاش نہ کر سکے تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔“

وہ سب باہر نکل گئے اور الفروزے نے ریڈیو روم کا دروازہ بند کر لیا اب وہ پھر ٹرانسمیٹر کے قریب کھڑا کسی کو کال کر رہا تھا۔ جواب ملنے پر بولا۔

”ماہی گیر بول رہا ہے... بڑے آدمی سے ملاؤ۔“

”انتظار کرو...!“ دوسری طرف سے آواز آئی اور الفروزے غضیل نظروں سے ٹرانسمیٹر کو گھورتا رہا۔

”ہیلو... ماہی گیر۔!“ تھوڑی دیر بعد آواز آئی۔

"بات کرو۔۔ کیا بات ہے؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"بے حد اہم معاملہ ہے۔ میں کہاں پہنچوں؟"

"نشان نمبر بارہ پر۔۔۔"

"ابھی روانہ ہوتا ہوں۔۔۔ اوور اینڈ آل۔" اس فریکوئنسی کو منقطع کرکے اس نے دوسری فریکوئنسی پر ہیلی کوپٹر کے پائیلٹ کو مخاطب کیا۔ "تم کہاں ہو؟"

"ڈوک پر جناب۔۔۔ پوائنٹ تین جناب!"

"انجن کی کیا پوزیشن ہے؟"

"بہتر ہے جناب!"

"مجھے نشان نمبر بارہ تک جانا ہے۔"

"واپسی کے لئے بھی کافی ہوگا جناب!"

"اچھا۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔ تنہا جاؤں گا۔"

"بہت بہتر جناب۔۔۔ آپ اسے بہتر حالت میں پائیں گے۔"

سوئچ آف کرکے وہ ریڈیو روم سے باہر نکلا تھا اور اپنے کیبن میں کر ایک بیگ میں کچھ چیزیں ڈالی تھیں۔ پھر عرشے سے گزر کر ڈوک پر اترا اور ایک جانب چلنے لگا۔ پائیلٹ ہیلی کاپٹر کے قریب اس کا منتظر تھا اس نے اسے کچھ بتانا شروع ہی کیا تھا کہ الفونزے نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "سب جانتا ہوں۔۔۔ میرا سابقہ صرف پانی ہی سے نہیں رہا۔"

"میں جانتا ہوں جناب۔۔۔ جانتا ہوں۔" پائیلٹ بوکھلا گیا۔

"ہٹ جاؤ۔۔!"

پائیلٹ دوڑتا ہوا دور چلا گیا۔ الفونزے نے سیٹ پر بیٹھ کر حفاظتی پٹی

کسی اور انجن اسٹارٹ کر دیا۔ پھر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر شمال کی جانب اڑتا چلا گیا تھا۔ لیکن وہ جھیل کے کنارے کنارے پرواز کر رہا تھا۔ قریباً پچیس ۲۵ منٹ کی اڑان کے بعد اس کی نظر کمپاس پر جم گئی اور ایک جگہ ہیلی کوپٹر نے چکر کاٹنے شروع کر دیئے۔ نیچے اسے روشنی کا سگنل مل رہا تھا بالآخر وہ ایک مختصر سے ہیلی پیڈ پر اتر گیا۔ ایک آدمی دستی سرچ لائٹ سنبھالے اس کا منتظر تھا۔ الفونزے انجن بند کرکے نیچے اتر آیا اور اس کے ساتھ چلنے لگا۔

گھور اندھیرے میں سرچ لائٹ کی روشنی کچھ عجیب سا تاثر پیدا کر رہی تھی۔ چاروں طرف گہرا سناٹا تھا اور وہ ایک پہاڑی راستے پر چل رہے تھے۔ الفونزے خاموش تھا اس کے اور ہمراہی کے درمیان کسی قسم کی گفتگو نہیں ہوئی تھی۔

جلد ہی وہ ایک چوبی عمارت کے قریب پہنچ گئے جو اونچی نیچی چٹانوں کے درمیان واقع تھی۔ ہمراہی باہر ہی رک گیا اور الفونزے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ انداز سے معلوم ہوتا تھا جیسے وہ یہاں بارہا آچکا ہو۔ ٹھیک اسی کمرے میں جا پہنچا جہاں اس کا باس موجود تھا۔

"کیا بات ہے الفونزے؟" اس نے سرد لہجے میں پوچھا۔ لیکن اس نے اس نقشے پر سے نظر نہیں ہٹائی تھی جسے میز پر پھیلائے دیکھ رہا تھا۔

الفونزے کھنکار کر بولا۔ "ایسی ہی بات ہے باس کہ میں ٹرانسمیٹر پر نہیں کہہ سکا۔"

"بیٹھ جاؤ!" اس نے کہا اور اس بار بھی اس نے اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ بدستور نقشے پر جھکا رہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک پنسل تھی جس سے نقشے پر جگہ جگہ نشانات لگاتا جا رہا تھا۔

الفونزے نے کرنل موگمبی اور اس کی بہن کی کہانی شروع کر دی اور جب

میریانا کے واقعے تک پہنچا تو باس نے پنسل ہاتھ سے رکھ دی اور پوری طرح اُس کی طرف متوجہ ہو گیا۔ الفروزے جو اب تک اس پر نظر جمائے رہا تھا گڑبڑا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اور اس کی زبان میں کسی قدر لکنت بھی پیدا ہو گئی۔ جوں توں کر کے اُس نے پوری کہانی ختم کی اور سر جھکائے بیٹھا رہا ویسے وہ محسوس کر رہا تھا جیسے باس کی تیز نظریں اس کی کھوپڑی میں اترتی چلی جا رہی ہوں۔

"کیا وہ لانچ تمہارے یہاں آنے سے قبل پکڑی جا چکی تھی۔" باس نے حسبِ معمول سپاٹ آواز میں سوال کیا۔

"نن... نہیں باس۔"

"تمہیں اس وقت تک وہیں رکنا چاہیے تھا جب تک لانچ ہاتھ نہ آ جاتی۔"

"وہ دراصل کرنل موگمبی۔"

"تم احمق ہو۔" باس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ الفروزے کچھ نہ بولا۔ باس کہتا رہا۔ کہ موگمبی یا اس کی بہن سے ہمیں کوئی سروکار نہیں۔ وہ دس بار جہنم میں جائیں۔ موگمبی ہی کی درخواست پر اس کی بہن اس سے الگ کی گئی تھی موگمبی محض ایک پیغام رساں کی حیثیت رکھتا ہے اور بس! اگر اُسے زمین بھی نگل جائے تو ہمیں تشویش کرنے کی ضرورت نہیں۔" الفروزے بدستور سر جھکائے بیٹھا رہا۔ باس چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "اسلحہ بہرحال میں سرحد پار کرے گا۔ قیمت ہم پہلے ہی وصول کر چکے ہیں۔ ہمیں اس سے سروکار نہیں کہ موگمبی کے ملک میں مسلح بغاوت کامیاب ہو گی یا ناکام یا سرحد پار ہو جانے کے بعد ذخیرے پر کیا گزرتی ہے۔"

"مم... مجھے... غلط فہمی ہوئی تھی باس!" الفروزے گھگھیایا۔

"تمہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ میریانا کن لوگوں کے ہاتھ لگی ہے۔"

"وہ بچ کر نہیں جا سکتے باس... میں ناکہ بندی کرا کے آیا ہوں۔"

"فوراً واپس جاؤ!"

"یس باس!" الفروزے اٹھ کھڑا ہوا۔ باس دوبارہ نقشے پر جھک پڑا تھا — الفروزے چپ چاپ عمارت سے نکلا چلا آیا۔ غیر معمولی طور پر مضبوط اعصاب کا آدمی تھا لیکن ایڈلاوا کی موجودگی میں اسے اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوتی رہتی تھی۔

وہ پھر ٹرلینی ہی میں دندناتے پھر رہے تھے۔ اسٹیمر کا عملہ نہ انہیں پا سکا تھا اور نہ اُن کی لانچ کو۔ لانچ اب بھی ٹرلینی ہی کے ڈوک سے لگی کھڑی تھی۔ میریانا کی شکل ہی بدل کر رہ گئی تھی اور چلنے کے انداز میں تبدیلی کرنے کے لیے اس نے اپنی چال میں ہلکی سی لنگڑاہٹ پیدا کر لی تھی۔ جیمسن بدستور ہپّی بنا ہوا تھا اور عمران نے اپنی شکل میں کوئی تبدیلی نہیں کی تھی — میریانا سے وہ اس کی پوری کہانی سن چکے تھے۔ الفروزے اب ٹرلینی کی تفریح گاہوں میں نہیں دکھائی دیتا تھا۔

"اسٹیمر پہ کچھ ہو رہا ہے۔" عمران نے میریانا سے کہا۔

"کیا ہو رہا ہے؟"

"محسوس کرتا ہوں۔ پوری طرح اس کام کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔"

"میں کر سکتی ہوں۔ لیکن اب اُسے بھول جاؤ تم لوگوں کے ساتھ بہت اچھا وقت گزر رہا ہے۔ میں تمہاری ممنون ہوں۔"

"بتاؤ کیا ہو رہا ہے —— نہیں! تم کچھ بھی نہیں جانتیں۔!"

" میریانا نے اپنی دانست میں انہیں اصل معاملے کی ہوا تک نہیں لگنے دی تھی۔ ہوگبی اور اس کی بہن کی کہانی ضرور سنائی تھی۔ لیکن اس سے لاعلمی ظاہر کی تھی کہ وہ لوگ کون تھے اور خیر اندیشوں سے کیا چاہتے تھے اپنے باس ایڈلاوا کا نام تک نہیں لیا تھا۔ بس یہی کہتی رہی تھی کہ وہ باس کہلاتا ہے اور اس کے درجنوں نام ہیں۔ کوئی نہیں جانتا کہ اصل نام کیا ہے۔ لیکن اس وقت یونہی روا روی میں اس کی زبان سے نکل گیا تھا کہ وہ اسٹیمر پر ہونے والے کام کے بارے میں جانتی ہے۔ پھر بات بنانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران بدستور اسے چڑھاتا رہا اور وہ جھلا کر بولی "ہاں میں جانتی ہوں۔ لیکن تمہیں اس سے کوئی سروکار نہ ہونا چاہیئے۔"

"کیوں نہ ہونا چاہیئے۔ واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ میں قانون کا طالب علم ہوں۔"

"کاش تم نہ ہوتے۔" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔

وہ ٹریسٹی کے ایک ہوٹل میں مقیم تھے۔ اس وقت جیمسن اپنے کمرے میں پڑا سو رہا تھا۔

"بتاؤ کیا ہو رہا ہے اسٹیمر پر ورنہ مجھ پر اختلاج قلب کا دورہ پڑ جائے گا۔"

"اس پر اسلحہ بار کیا جا رہا ہے جو اٹلی کی سرحد سے گزر کر سوئیٹزر لینڈ کے ایک ویران مقام پر پہنچے گا اور وہاں سے کہیں اور پہنچا دیا جائے گا۔"

"کہاں پہنچا دیا جائے گا؟"

"یہ میں نہیں جانتی۔"

"میں ابھی پولیس کو اطلاع دیتا ہوں۔"

"یہاں کی پولیس الفرونزے سے بھیک مانگا کرتی ہے۔"

"پھر میں خدا سے دعا کروں گا کہ وہ اس اسٹیمر کو غرق کر دے۔"

میریانا ہنس پڑی اور اس کا سر سہلاتی ہوئی بولی "تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو کسی طرح اپنے ساتھ اٹلی ہی سے نکال لے چلو۔"

"میری ماں مجھے اتنا مارے گی کہ میں ہفتوں اپنی ہڈیاں ٹٹولتا رہوں گا۔"

"کیوں بکواس کرتے ہو۔"

"یقین کرو! وہ کہتی ہے کہ ہر عورت بنیادی طور پر ماں ہوتی ہے اسے بدتمیزی سے لے بھاگنا اس کی توہین ہے۔ اس لئے کان پکڑتا ہوں۔"

"تمہارے منہ سے ابھی تک دودھ کی بو آتی ہے۔"

"نہیں تسلیم کر سکتا۔ کیونکہ دن میں تین بار برش کرتا ہوں۔"

"تم ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکے۔"

"دو سو سال بعد لوگ سمجھیں گے۔ وقت سے پہلے پیدا ہو گیا ہوں۔ کیا رکھا ہے فضول باتوں میں۔ سنا ہے آج کے جشن میں شمشیر زنی کے مقابلے ہوں گے۔ بڑا مزا آئے گا۔"

"وہاں تو میں ہرگز نہیں جاؤں گی وہاں الفرونزے ضرور موجود ہوگا۔ نہ صرف وہ بلکہ اسٹیمر کا سارا عملہ۔"

"کیوں؟ الفرونزے کیوں موجود ہوگا۔"

"مانا ہوا تیغ زن ہے۔ پہلے مقامی لوگوں کے مقابلے ہوتے ہیں پھر الفرونزے اٹھ کر چیلنج کرتا ہے اگر مجمع میں کوئی پردیسی موجود ہوا جو اس سے واقف نہ ہوا اور شامت اعمال سے اس کا چیلنج قبول کرے تو اسے اپنے آباؤ اجداد یاد آجاتے ہیں۔ اگر کسی نے چیلنج قبول نہ کیا تو وہ دوستانہ طور پر اچھے

تیغ زنوں کو دعوت دیتا ہے اور اپنے کمالات دکھاتا ہے۔"

"یہ تو بڑی اچھی بات ہے۔ میں اس کا چیلنج قبول کروں گا۔"

"پیارے قانون کے طالب علم میں تلوار کی بات کر رہی ہوں، کتابوں کی نہیں۔"

"تم دیکھ لینا کیسی شکست دیتا ہوں اُسے۔"

"جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ۔ میں تھوڑی دیر آرام کروں گی۔"

"اچھا۔ اچھا۔ میں نہیں جانتا کہ دوپہر کے کھانے کے بعد آرام بھی کرتی ہو۔ . . . اچھا دوپہر بخیر۔" وہ اس کے کمرے سے نکلا چلا آیا تھا دروازہ بند ہونے کی آواز سنتا ہوا وہ جمین کے کمرے کے سامنے پہنچا، دستک دی کئی بار کی کوشش کے بعد دروازہ کھلا تھا اور جمین اسے چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

"پیچھے ہٹو!" عمران اُسے دھکا دیتا ہوا اندر گھسا۔

"میں ہوش میں ہوں یور میجسٹی۔"

"اگر تم نے آج رات کامیابی حاصل کر لی تو میں تمہیں متبنیٰ کر لوں گا۔"

"آپ کے پاس رکھا ہی کیا ہے کہ متبنیٰ کر لینے سے مجھے کوئی فائدہ پہنچے گا ویسے جان حاضر ہے۔"

"کل صبح اسٹیمر شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔ اس لئے یہ کام آج رات ہی کو ہونا چاہیئے۔ الفرونزے سمیت پورا عملہ شمشیر زنی کے میدان میں ہو گا۔ شائد ریڈیو آپریٹر اسٹیمر ہی پر موجود ہو۔ ایک آدمی کو قابو میں کر لینا تمہارے لئے کچھ مشکل نہ ہو گا۔"

"آپ کے علاوہ ساری دنیا کو قابو میں کر سکتا ہوں۔"

"میں الفرونزے کو دیر تک الجھائے رکھوں گا۔"

"بہت بہتر! لیکن اگر میں اس مہم میں کام آ جاؤں تو زیادہ ملال نہ کیجئے گا۔"

"دل چھوٹا نہ کرو جمین مینار بنوا دوں گا اور کبھی نہیں بلکہ اس کی چوٹی پر گھاس پھوس بھی اگانے کی کوشش کروں گا۔ بس اب پھر سو جاؤ ٹاٹا . . . سرِ شام جگا دوں گا۔"

"تو کیا اسلحہ کی آخری کھیپ بھی بار کر دی گئی ہے۔" جمین نے پوچھا

"ہاں — اور صبح ہی وہ شمال کی طرف روانہ ہو جائے گا۔"

"انیڈلاوا کا کچھ پتہ چلا۔"

"نہیں — تم اس کی فکر نہ کرو۔ اب جو حرکتیں ہم شروع کر رہے ہیں۔ اُسے اُس کے بل سے نکال لائیں گی۔"

اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں واپس آ گیا تھا۔ شام تک مختلف انواع کی تیاریاں کرتا رہا تھا اور پھر اسی وقت اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تھا جب میریانا نے دستک دی تھی۔

"کیا ہو رہا تھا۔" وہ کمرے میں داخل ہو کر چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"کک . . . کچھ نہیں۔" عمران اس طرح ہکلایا جیسے سچ مچ کسی قسم کی حماقت کا مرتکب ہوتا رہا ہو۔

"تم دونوں نے مجھے سخت الجھن میں ڈال رکھا ہے۔ آخر یہاں سے چلتے کیوں نہیں۔"

"کیا پریشانی ہے۔ جشن ریشم کو اختتام تک پہنچائے بغیر کہیں نہ جائیں گے۔"

"اگر میں کسی طرح پہچان لی گئی تو تمہاری ہڈیوں تک کا سراغ نہیں ملے گا۔"

"ہمارا ہے ہی کون جسے ہماری ہڈیوں کے سراغ کی فکر ہو گی۔"

"میں ہوں... میں...!" وہ آنکھیں نکال کر بولی۔

"چار دن سے یہ ہو گئی ہیں۔ ارے کل تم کہیں اور ہو گی اور ہم کہیں اور۔"

"میں تمہارے ساتھ یونان چلوں گی۔"

"ایک پُرانے مقبرے میں رہتا ہوں۔"

"فضول باتیں نہ کرو۔ ٹرلینی سے نکل چلو۔ جینیوا میں میرے پاس اتنا سرمایہ ہے کہ ہم یونان پہنچ کر کوئی بزنس کریں گے۔"

"اور دن رات پڑے پڑے ہائے ہائے کیا کریں گے اس کے دام چڑھ گئے اس کے دام اتر گئے... میرے بس کا روگ نہیں۔!"

"بزنس میں سنبھالوں گی۔ تم بدستور قانون پڑھتے اور آوارہ گردی کرتے رہنا۔"

"تمہاری نگرانی میں؟" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"تمہاری ماں بھی تو ہے۔ میری نگرانی میں کیوں؟"

"باپ کی نگرانی تو کر نہیں سکی۔ میری کیا کرے گی۔"

"تو تم میری بات نہیں مانو گے۔"

"ایسا کرو کہ کچھ تم مانو کچھ میں مانوں۔"

"چلو یہی سہی۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔"

"بس آج تیغ زنی کے مقابلے اور دیکھ لینے دو۔ کل چلے چلیں گے۔"

"وعدہ ___؟" وہ اس کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولی۔

"وعدہ ___!" عمران نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مار کر کہا۔ "تم بھی ہو گی میرے ساتھ۔ ساتھ سے مراد یہ ہے کہ اس مجمعے میں مجھ سے دور۔!"

"کیوں؟ تم سے دور کیوں۔"

"اس لئے کہ الفونزے مجھے جانتا ہے۔"

وہ چونک کر اسے گھورنے لگی اور عمران نے ہنس کر کہا "تمہارے لئے تشویش کی بات نہیں! کیونکہ جان پہچان نہیں ہوئی ہے پہلے سے نہیں جانتا تھا۔" پھر اس نے اس ملاقات کی کہانی دہرائی تھی اور میریانا ہنستے ہنستے دوہری ہو گئی تھی۔

"اب اگر اس نے میرے ساتھ کسی بے بی کو دیکھ لیا تو جھپٹ کر قریب آئے گا ہو سکتا ہے تم سے کوئی ویسی غلطی سرزد ہی ہو جائے کہ پہچان لی جاؤ۔ آواز نہیں بدل سکتیں۔"

"ہاں آواز پر تو قابو نہیں ہے۔ لنگڑانے کی عادت سی ہوتی چلی جا رہی ہے۔"

"اچھی لگتی ہو چلتے وقت۔"

"واقعی!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔ "میں تو سمجھی تھی کہ اس قسم کا کوئی پُرزہ تمہاری کھوپڑی میں نہیں ہے۔"

"بہت سی چیزیں اچھی لگتی ہیں لیکن نہیں بتا سکتا کہ کیوں اچھی لگتی ہیں۔"

"تو تمہیں صرف میری چال اچھی لگتی ہے۔"

"ہاں۔ جب سے لنگڑا کر چلنے لگی ہو۔ ورنہ اصلی چال تو ایسی لگتی ہے جیسے گھوڑی آہستہ آہستہ چل رہی ہو۔"

وہ صرف ہونٹ بھینچ کر رہ گئی، کچھ بولی نہیں۔

سرِ شام ہی ٹرلینی پارک میں ہجوم بڑھنا شروع ہو گیا تھا۔ یہ جگہ ساحل سے تقریباً پانچ میل کے فاصلے پر تھی۔ لوگ پیدل یا گاڑیوں پر آئے تھے۔ آس پاس کے دوسرے قصبات کے لوگ بھی جوق در جوق چلے آ رہے تھے۔ تیل سے جلنے والی بہت بڑی بڑی لاتعداد مشعلوں نے بہت وسیع رقبے کو روشن کر دیا تھا۔ کھانے پینے کی بے شمار دکانیں شامیانوں کے تلے

بھی نظر آرہی تھیں اور فضا میں مسالے دار بھنتے ہوئے گوشت کی خوشبو چکراتی پھر رہی تھی اور یہ خوشبو مشعلوں کے دھوئیں کی ناگوار بو پر بھی حاوی ہو گئی تھی۔

پہلے جسمانی توڑ مروڑ کے کچھ کرتب دکھائے گئے پھر شمشیر زنی کے مقابلے کا اعلان ہوا اور مقامی جوڑیں نبرد آزمائی کے لئے میدان میں نکلنے لگیں ہوٹل سے چلتے وقت عمران نے ایک بوڑھے سیاح کو بھی ساتھ چلنے کی دعوت دی تھی جو بڑی خوشی سے منظور کر لی گئی کیونکہ عمران نے کرائے پر ایک پرانی گاڑی حاصل کر لی تھی۔

”فلاڈبھی والا کہاں ہے؟ کیا وہ ساتھ نہیں جائے گا؟“ میریانا نے پوچھا تھا۔

”نہیں اسے بخار ہو گیا ہے۔ آرام کر رہا ہے۔“

”تب تو مجھے عیادت کرنی چاہیئے۔“

”نہیں اسے مت چھیڑو۔ سونے دو۔ بخار میں بے حد چڑچڑا ہو جاتا ہے بس ایسا ہی لگتا ہے جیسے انڈوں پر بیٹھی ہوئی مرغی۔“

”کوئی تمہیں آدمی بھی لگتا ہے؟“ میریانا جھنجھلا کر بولی۔ ”میں گھوڑی لگتی ہوں ... وہ مرغی معلوم ہوتا ہے۔“

”صرف ایک آدمی ... آدمی لگتا ہے ... اور وہ ہے الفونزے۔“

”بیوقوف آدمی اس کے چکر میں مت پڑو۔ بیحد خطرناک آدمی ہے بس مسخرہ بھیڑیا سمجھ لو۔“

”دیکھا جائے گا ... تم چلو تو۔!“

”آخر ان بڑے میاں کو مدعو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔“

”تم تنہا بور ہو جاؤ گی۔ میں تو تمہارے ساتھ ہوں گا نہیں۔ یہاں تنہا بھی نہیں چھوڑنا چاہتا۔ بس چلو۔!“

پھر وہ تینوں بھی وہاں جا پہنچے تھے اور عمران ایک جگہ اُن دونوں سے الگ ہو گیا تھا۔ بوڑھا سیاح بھی اطالوی ہی تھا خلافِ توقع خوش مزاج ثابت ہونے کی بنا پر میریانا بور نہیں ہوئی تھی۔

”میں تو پہلی بار ان کھیل تماشوں میں شریک ہو رہی ہوں۔“ اس نے بوڑھے سے کہا۔

”کیا ادھر آتی ہی رہی ہو؟“

”کبھی کبھی ... واہ ... کیا ہاتھ مارا ہے۔ شمشیر زنی بھی خاصا دلچسپ کھیل ہے۔“

”افسوس ناک!“ بوڑھا بولا۔ ”کبھی یہی موت کا کھیل کہلاتا تھا اب تفریح طبع کے سامان فراہم کرتا ہے۔ ایک سو سال بعد بندوقیں اور توپیں بھی کھلونا بن جائیں گی۔ ایٹمی وار تک تو آ ہی پہنچے ہیں۔“

”اب شائد تم بور کرو گے۔ جاؤ سیخ کباب خرید لاؤ۔ دونوں کھائیں گے اور کھیل کے مزے لیں گے۔“

”اچھا ... اچھا۔!“ بوڑھا سر ہلاتا ہوا اس کے پاس سے ہٹ گیا مقابلے جاری رہے۔ کچھ دیر بعد وہ واپس آ گیا تھا۔ اور دونوں گرما گرم کباب کھا ہی رہے تھے کہ الفونزے کے چیلنج کا وقت آ گیا۔ وہ کسی دیو کی طرح دھاڑ رہا تھا۔ ہاتھ میں وزنی اور دھار دار تلوار لئے مجمعے کو للکار رہا تھا اس وقت اس کی آواز کے علاوہ اور کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دیتی تھی۔ مجمعے پر سکوت طاری ہو گیا تھا اس کے آس پاس ہی اس کے عملے کے لوگ بھی کھڑے ہوئے تھے۔ میریانا نے ایک ایک کو پہچانا۔ اچانک اُس نے عمران کو چھلانگ لگا کر اس کے مقابل آتے دیکھا اور لرز کر رہ گئی۔ بوڑھے کے منہ سے تو نوالا نکل پڑا

تھا۔ میر یانا نے سوچا کہ الفرزوزے عمران کا مسخرہ اڑا کر اسے واپس کر دے گا۔ دفعتاً اس نے عمران کو کہتے سنا "ارے باپ میرے پاس تلوار نہیں ہے۔ مہیا کی جائے۔"

"تم کون ہو؟" الفرزوزے دھاڑا۔

"کیا اتنی جلدی بھول گئے۔ لطیفہ سنانے کے بعد گٹار بجا بجا کر روئے تھے اور پھر مجھے متبنیٰ کیا تھا۔ اس لئے باپ ہی کہہ کر تو مخاطب کروں گا۔"

"ارے تم ہو!" الفرزوزے نے قہقہہ لگا کر پوچھا "کیا چاہتے ہو؟"

"تمہارا چیلنج قبول کرتا ہوں۔"

"یہ دیکھو!" الفرزوزے مجمعے کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا "یہ نیا لطیفہ ہوا" لوگوں نے محظوظ ہو کر قہقہے لگائے۔

"خاموش ہو جاؤ" عمران غصیلی آواز میں چیخا "یہ لطیفہ نہیں ہے۔ میں سچ مچ مقابلہ کروں گا۔"

پھر آدھے گھنٹے تک دونوں کے درمیان محض لطیفے ہوتے رہے تھے اور لوگ حلق پھاڑ پھاڑ کر ہنس رہے تھے۔ میر یانا کو تو مزہ ہی آ گیا تھا۔ وہ سچ مچ یہی سمجھ رہی تھی کہ احمق طالب علم لوگوں کے لئے نئی قسم کی تفریح مہیا کر رہا ہے۔ لیکن پھر اچانک اس نے عمران کو غصیلے لہجے میں کہتے سنا "کیا سارے اسپینی تمہاری ہی طرح بے غیرت ہوتے ہیں۔ میرے لئے تلوار کیوں نہیں منگواتے۔"

"خاموش ذلیل کتے" الفرزوزے کا موڈ بدل گیا اور اس نے تلوار سمیت عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران پہلے ہی سے اس کے لئے تیار

تھا۔ بڑی پھرتی سے ایک طرف ہٹ گیا۔ اور الفرزوزے جھونک میں منہ کے بل زمین پر چلا آیا۔ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔ بس پھر جتنی پھرتی سے عمران نے اس کی تلوار پر قبضہ کیا تھا میر یانا کو ایسا ہی لگا تھا۔ جیسے بجلی سی چمک گئی ہو اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔

"دے دے میری تلوار ورنہ اچھا نہ ہوگا۔" الفرزوزے اٹھ کر دھاڑا۔

"اب تم اپنے لئے دوسری منگوا لو۔ یہ تو نہیں ملے گی۔" عمران نے احمقانہ انداز میں ہنس کر کہا۔ مجمعے کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔

"لاؤ دوسری تلوار... اب میں اس کا قیمہ کر کے رکھ دوں گا—!" الفرزوزے چیخا تھا۔ فوراً اس کے لئے تلوار مہیا کر دی گئی اور وہ کسی وحشی درندے کی طرح عمران پر ٹوٹ پڑا تھا۔ لیکن انجام پہلے ہی کا سا ہوا۔ یعنی منہ کے بل زمین پر—!

"ناچتا کودتا کیوں ہے۔ جم کر مقابلہ کر۔" وہ اٹھ کر پھر دہاڑا۔

"کھیل کو جنگ بناؤ گے تو یہی ہوگا۔ غصہ تھوک دو اور اپنے کمالات کا مظاہرہ کرو۔" عمران نے پرسکون لہجے میں کہا۔ "میں بھی تو دیکھوں کہ یونان اور اسپین اب کہاں کھڑے ہیں۔"

"یونان عورتوں کی گود میں ہمک رہا ہے۔" الفرزوزے جل کر بولا۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن پہلے اسپورٹس مین اسپرٹ پیدا کرو۔ اگر تم نے میرا قیمہ کر کے رکھ دیا تو اس بے بی کو بہت دکھ ہوگا جو میرے لطیفے میں دریافت ہوئی ہے۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" مجمع چیخنے لگا۔ "الفرزوزے اپنے پرانے کھلنڈرے موڈ میں آجاؤ۔"

"بہت اچھا... بہت اچھا" الفروزے نے زبردستی قہقہہ لگایا۔ لیکن وہ قہقہہ تو ہرگز نہیں تھا ایسا معلوم ہوا تھا جیسے اس قہقہے کے روپ میں پورے مجمعے کو گندی سی گالی دی گئی ہو اور بوڑھا میریانا سے کہہ رہا تھا "یہ بے وقوف سا آدمی تو فتنہ نکلا اسے دیو کے مقابل مچھر کی مثال سمجھ لو۔"

"مچھر نے ابھی ابھی دو بار دیو کو پچھاڑا ہے۔" میریانا کسی تحیر زدہ ننھی سی بچی کی طرح بولی۔

"اگر ایک بار بھی خود اسی پر گر پڑا تو وہ چور چور ہو کر رہ جائے گا۔ پہاڑ ہے پہاڑ۔ خدا کی پناہ!"

"بس خاموش رہو۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "میرا آدمی بھی بادل اور بجلی کا بیٹا ہے۔ پہاڑ کے چیتھڑے اڑا دے گا۔"

"تمہارا شوہر ہے؟" بوڑھے نے حیرت سے کہا "میں تو دوست سمجھا تھا"

"سمجھا کرو! تمہارے سمجھنے سے کیا ہوتا ہے۔" وہ یونہی روا روی میں کہہ گئی۔ توجہ تو ان دونوں کی طرف تھی۔ وہ جھپٹ جھپٹ کر ایک دوسرے پر حملے کر رہے تھے۔ وزنی تلواروں کے بجنے سے فضا مرتعش سی ہو رہی تھی اس آواز کے علاوہ اور ہر قسم کی آوازیں معدوم ہو گئی تھیں۔

"اب کے تمہاری تلوار ٹوٹ جائے گی۔" عمران الفروزے سے کہہ رہا تھا "اس لئے دوسری کے لئے اپنے کسی آدمی کو آواز دے لو۔"

"کیوں بکواس کرتا ہے کیڑے۔" الفروزے غرایا۔

"یہ ایک مشرقی داؤ ہے... تو سنبھالو۔" عمران نے بالکل کلہاڑے کی طرح تلوار چلائی تھی۔ الفروزے نے اسی کی مناسبت سے اسے تلوار ہی پر روکنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران نے درمیان ہی سے اپنی تلوار کا رُخ بدل دیا۔

الفروزے کے لئے اب ناممکن تھا کہ وہ مدافعت کا انداز بدل سکتا۔ جھناکا ہوا اور اس کی تلوار بیچ سے ٹوٹ کر دور جا پڑی۔ شور تحسین بلند ہوا اور ٹھیک اسی وقت ایک فائر کی آواز سنائی دی۔ میریانا نے عمران کو گرتے دیکھا الفروزے اچھل کر دور ہٹ گیا تھا۔ فائر مجمعے سے ہوا تھا۔

"اوہ خدایا۔" میریانا بولی۔ "آخر... آخر... وہ مکاری کا شکار ہو گیا الفروزے... کمینے۔"

"یہ کیا ہوا ہے؟" بوڑھا بھرائی ہوئی آواز بولا۔

"اس کے کسی آدمی نے... فائر کر دیا... اب میں کیا کروں۔ کیا کروں۔"

اچانک پھر فائر ہوا۔ ایک چیخ سنائی دی۔ یہ فائر زمین پر پڑے ہوئے عمران کی طرف سے ہوا تھا اس کے بعد وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

مجمعے میں بھگدڑ پڑ گئی تھی۔ پے در پے فائروں اور چیخوں کی آوازوں سے پارک گونجنے لگا۔ میریانا بھی انہیں بدحواس لوگوں میں شامل تھی جو ان وحشی گوریوں سے بچنے کے لئے کسی محفوظ مقام کی طرف نکل جانا چاہتے تھے۔ وہ دوڑتی رہی بوڑھا اس افراتفری میں نہ جانے کہاں رہ گیا تھا۔ فائروں کی آوازیں وہ اب بھی سن رہی تھی دفعتاً اسے وہ گاڑی یاد آئی جس پر وہ یہاں تک آئے تھے ساتھ ہی یہ بھی یاد آیا کہ عمران نے اسے ایک الگ تھلگ اور محفوظ مقام پر پارک کیا تھا۔ فی الحال اس سے زیادہ محفوظ پناہ گاہ اور کوئی نہیں تھی۔ اب اس کا رخ بدل گیا تھا اور وہ سیدھی اسی طرف دوڑی جا رہی تھی کار جہاں کھڑی کی گئی تھی وہیں ملی۔ اس نے بے ساختہ گاڑی کا دروازہ کھولا اور پچھلی سیٹ پر گر کر ہانپنے لگی۔ چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ اسے تو یہ بھی معجزہ ہی لگ رہا تھا کہ وہ محض اندازے سے گاڑی تک آ پہنچی تھی۔

ورنہ اس دور افتادہ حصے میں گاڑی کو تلاش کر لینا بھی آسان نہ ہوتا۔ کچھ دیر بعد اسے ایسا محسوس ہوا جیسے کسی اور نے بھی اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا ہو

"کون ہے؟" وہ بے ساختہ اچھل پڑی۔

"شٹپ... چپ چاپ پڑی رہو۔"

"اے خدا تیرا شکر ہے۔ کیا تم بہت زخمی ہو؟"

"ارے جاؤ... کیا میں مٹی کا بنا ہوا ہوں۔"

پھر گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی اور وہ حرکت میں بھی آ گئی۔

میریانا بدستور سیٹ پر لیٹی ہانپے جا رہی تھی۔ اسے یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ جاگ رہی ہے اور یہ سب کچھ حقیقت ہے۔

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟" اس نے تھوڑی دیر بعد کراہتی ہوئی سی آواز میں پوچھا۔

"چپ چاپ لیٹی رہو۔ اپنی سانسیں درست کر لو۔ میں تمہیں جہنم میں نہیں لے جاؤں گا۔"

"اچھا یہی بتا دو کہ تم زخمی تو نہیں ہو۔"

"بالکل نہیں۔"

"لیکن فائر کے بعد جب تم گرے تھے تو میرا تو دم ہی نکل گیا تھا۔"

"اگر نہ گرتا تو دوسری گولی یقیناً مجھے چاٹ جاتی۔ اس کا پہلا نشانہ بہک گیا تھا۔ دوسرا نہ بہکتا۔ الفروزے کی شکست پر اس کے کسی ماتحت کو تاؤ آگیا تھا خود الفروزے اتنا بزدل نہیں ہو سکتا۔"

"پھر تم نے لیٹے لیٹے فائر کیا تھا۔"

"اسی پر جس نے مجھ پر فائر کیا تھا — شاید صرف زخمی ہوا ہے

اس کے بعد تو پھر ان سبھوں نے فائرنگ شروع کر دی تھی۔"

"تم شاید اس پر بھی ہوش میں نہیں آئے تھے۔"

"کیا مطلب؟"

"تم بھی فائر کرتے رہے تھے۔"

عمران کچھ نہ بولا۔

"شٹپ! کیا تم سچ مچ قانون کے ایک بیوقوف طالب علم ہو۔"

"ہاں بے بی... یقین کرو۔"

وہ بے اعتباری سے ہنس کر بولی تھی۔ "تم الفروزے سے زیادہ خطرناک آدمی ہو۔ کیونکہ تمہارا دماغ ہر حال میں ٹھنڈا رہتا ہوں۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ گاڑی اب سڑک پر پہنچ کر مزید تیز رفتاری اختیار کر چکی تھی۔ دفعتاً ایک دھماکہ سنائی دیا۔ دور ہی کا معلوم ہوتا تھا پھر پے در پے دھماکے ہی دھماکے ہوتے چلے گئے تھے۔ زمین لرزتی ہوئی سی معلوم ہوتی تھی۔

"یہ... یہ... کک... کیا ہو رہا ہے۔!" میریانا ہکلائی۔

"پتہ نہیں!" عمران نے کہا اور گاڑی کی رفتار کچھ اور تیز ہو گئی۔

"تت... تمہارا ساتھی۔"

"کچھ دیر خاموش بھی رہو۔ کیا ساری دنیا کی عورتیں صرف زبان ہی ہلاتی رہنے کے لئے پیدا ہوتی ہیں۔"

"بس اتنا اور بتا دو کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔ ڈرلیسنی میں تو اب تم کسی طرح بھی نہیں بچ سکو گے۔"

"ہم فی الحال ٹرمیزو جا رہے ہیں۔ وہاں سے لانچ پر لکو کے لئے

روانہ ہو جائیں گے۔"

"خدا کا شکر ہے کہ اس وقت عقل مندی کی باتیں کر رہے ہو۔"

دفعتاً پھر کئی دھماکے سنائی دیئے۔ آواز نسبتاً پہلے سے کچھ مزید دور کی معلوم ہوئی تھی۔

"آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔" میریانا کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔

"میں کیا جانوں۔ جہاں تم وہاں میں۔"

وہ تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولی۔ "تمہیں اپنے ساتھی کی بالکل فکر نہیں ہے۔"

"ارے وہ بزدل۔" عمران ہنس پڑا۔ پھر بولا۔ "جانتی ہو کہ اسے کیوں بخار آ گیا تھا۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ میں الفروزے کا چیلنج قبول کر لوں گا۔ بس چڑھ آیا بخار۔ کہنے لگا۔ اچھا جاؤ تم مقابلہ کرنے میں لانچ پر بیٹھ کر ٹرمیزو چل دوں گا۔ جب یہاں سے بھاگنا پڑے تو سیدھے وہیں آنا۔!"

"تم سے زیادہ عقل مند ہے۔" میریانا خوش ہو کر بولی۔ "اُس نے حالات کا اندازہ پہلے ہی لگا لیا تھا۔"

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ لوگ اتنے کمینے ہیں۔"

"اس سے بھی زیادہ۔ خیر اب سب کچھ بھول جاؤ۔۔۔ یونان چلو۔!"

"ابھی سے۔۔۔ نہیں یہ ناممکن ہے دو ماہ کا پروگرام بنا کر آیا تھا وقت پورا کئے بغیر نہیں جائیں گے۔ سنا ہے لکو بھی خوب صورت جگہ ہے۔"

"پورے ملک میں کہیں بھی پناہ نہ ملے گی اگر تمہاری فائرنگ سے الفروزے کا کوئی آدمی مر بھی گیا ہو۔"

عمران نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔ تھوڑی دیر بعد میریانا اونگھنے لگی تھی۔ عمران خاموش ہی رہا۔ پھر شاید وہ گہری نیند سو گئی تھی۔

صبح ہوتے ہوتے وہ ٹرمیزو کے قریب پہنچ گئے تھے عمران نے گاڑی ایک ویران جگہ لے جا کر روکی تھی اور میریانا کو جھنجھوڑ کر اٹھایا تھا وہ گاڑی سے اتر آئی تھی اور عمران کو ڈکی کھولتے دیکھتی رہی۔ پھر اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں کیونکہ عمران نے ڈکی سے اس کا اور اپنا سوٹ کیس نکالا تھا۔

"متحیر ہونے کی ضرورت نہیں۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔ "میں جانتا تھا کہ یہی کچھ ہوگا۔ لہٰذا تمہاری لاعلمی میں وہاں سے بالکل نکل بھاگنے کا انتظام پہلے ہی کر لیا تھا۔ ہوٹل کا حساب بے باق کر آیا ہوں اور یہ پرانی گاڑی پہلے کرایہ پر لی تھی، پھر خرید ہی لی تھی۔"

"تم سچ مچ احمق ہو!" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "یہ سب کچھ تمہارے خلاف جائے گا اور پولیس تمہاری تلاش میں نکل کھڑی ہوگی۔ اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ تم پہلے سے سب کچھ طے کر چکے تھے اور الفروزے سے دیدہ و دانستہ چھیڑ کی تھی۔"

"زیادہ لمبے چوڑے لوگ مجھے زہر ہی لگتے ہیں۔ میں اُن سے ضرور چھیڑ چھاڑ کرتا ہوں۔ اچھا تم یہیں ٹھہرو۔ میں ابھی آیا۔" وہ گاڑی میں بیٹھتا ہوا بولا۔

اس پر میریانا نے کہا تھا کہ کیا اب وہ اُسے چھوڑ کر بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

"ہرگز نہیں!" عمران بولا۔ "دونوں سوٹ کیس تمہارے پاس موجود ہیں۔"

گاڑی تیزی سے اونچائی پر چڑھتی چلی گئی تھی۔ اوپر پہنچ کر میریانا نے اسے رکتے دیکھا۔ عمران نیچے اترا تھا اور گاڑی کو جھیل میں دھکا دے دیا تھا۔ اس کے پانی میں گرنے کی آواز دور دور تک سنی گئی ہوگی۔ میریانا حیرت سے منہ

پہاڑ سے نیچے سڑک پر کھڑی تھی۔ پھر اس نے دیکھا کہ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا نشیب میں چلا آ رہا تھا۔ قریب پہنچ کر اس نے دونوں سوٹ کیس اٹھائے اور میرلانا سے اپنے پیچھے آنے کو کہا۔ قریب ہی کی ایک چٹان کی اوٹ میں پہنچ کر رکا تھا۔

"اب تم ادھر جا کر اس لباس کو تبدیل کر لو۔ تھوڑی سی تبدیلی تمہاری شکل میں بھی ہوگی اور ان سنہرے بالوں کو سیاہی مائل کر دوں گا۔"

وہ چپ چاپ تعمیل کرتی رہی اور جب لباس تبدیل کر کے واپس آئی تو خوفزدہ انداز میں اچھل پڑی۔

"میں ہی ہوں۔ ڈرو نہیں۔" عمران بولا۔ اتنی دیر میں اس نے ریڈی میک اپ اپنی ناک پر فٹ کر لیا تھا اور اس کی شکل خوفناک لگنے لگی تھی۔

"اب ہم یہاں سے پیدل اس جگہ تک چلیں گے جہاں میرے ساتھی نے اپنی لانچ اینکر کی ہوگی۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ چپ چاپ اس کے ساتھ چلتی رہی نہ جانے کیوں اب وہ سچ مچ خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔

جھیل کے کنارے کنارے دو ڈھائی فرلانگ تک چلتے رہنے کے بعد ایک کٹاؤ کے قریب پہنچے جہاں ایک لانچ لنگر انداز تھی۔ وہ لانچ پر چڑھ گئے۔ جمیسن کیبن میں پڑا خراٹے لے رہا تھا لیکن میرلانا اُسے نہ پہچان سکی۔ کیونکہ جھاڑ جھنکاڑ قسم کی مصنوعی ڈاڑھی اور وگ سے وہ چھٹکارا حاصل کر چکا تھا۔

"یہ... یہ کون ہے؟" وہ آہستہ سے بولی۔

"اپنا ہی جمن مراکشی! ڈرپوک کہیں کا۔ ایسی خوب صورت ڈاڑھی اور

سر کی زرخیز فصل سے محروم ہو گیا۔"

"تم غلط کہہ رہے ہو۔" وہ عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔ "سچ سچ بتاؤ تم لوگ کون ہو؟"

"بالکل گدھے ہیں۔"

"تم لوگوں نے اسٹیمر کو تباہ کر دیا وہ دھماکے اسی کے تھے۔ تم نے الفرونزے کو الجھائے رکھا تھا اور یہ اسٹیمر میں غالباً اسی دوران میں ٹائم بم رکھ کر ادھر بھاگ آیا تھا۔ خدا کی پناہ! اسٹیمر کے ساتھ ہی آدھا ٹریسی تباہ ہو گیا ہوگا۔"

عمران کچھ نہ بولا۔ ان کی آوازیں سن کر جمیسن بھی اٹھ بیٹھا تھا اور انہیں چندھیائی ہوئی آنکھوں سے دیکھے جا رہا تھا۔

کیوں اے نامعقول؟" عمران نے اردو میں کہا۔ "کیا تم نے بموں کی ٹائمنگ میں کچھ گڑبڑ کی تھی۔ انہیں آج دوپہر پھٹنا تھا جب اسٹیمر بیچ جھیل میں ہوتا۔"

"اسٹیمر ٹریسی کے ڈوک پر نہیں تھا۔ مجھے اس کے لئے چھ سات میل آگے جانا پڑا تھا۔" جمیسن بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ لوگ وہاں سے دو لانچوں میں ٹریسی واپس آئے تھے تاکہ وہ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے جشنِ ریشم کے آخری آئٹم سے بھی لطف اندوز ہو لیں۔ میرا خیال ہے کہ اسٹیمر کی تباہی سے ٹریسی پر کوئی اثر نہ پڑا ہوگا۔ میں نے سوچا جب یہ پوزیشن نصیب ہو گئی ہے تو پھر ایس جانیں کیوں ضائع کی جائیں۔"

"حالانکہ ان مردودوں نے مجھے ضائع کر دینے کی پوری کوشش کر ڈالی تھی۔" عمران نے کہا اور جلدی جلدی اسے پچھلی رات کے واقعات دہرانے لگا

"ہم لوگ واقعی بے حد شریف ہیں۔" جمیسن ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "میں تو اس ریڈیو آپریٹر کو بھی بچا لایا ہوں جو اسٹیمر پر تنہا تھا۔ نیچے اسٹور میں بند جا پڑا ہوا ہے۔"

"شرافت کے بچے! اب جلدی سے نکل چلو لنگو کی طرف۔"

"تم ریڈیو آپریٹر سے جی بہلانا۔ میں اس سے اپنا دماغ چٹواؤں گا۔ عقل کے پتلے یہی تو اصل آدمی کی طرف ہماری رہنمائی کرے گی۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔ ویسے ریڈیو آپریٹر بھی کار آمد ثابت ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تمہاری حماقت تمہارے ساتھ — اور — میری تو اب گلے ہی میں لٹکی رہے گی۔"

"تم لوگ کیا باتیں کر رہے ہو۔" دفعتاً میریانا جھنجھلا کر بولی۔

"یہ بتا رہا تھا کہ بخار کے ساتھ ہی اُسے پیچش بھی ہو گئی ہے خدا کی مرضی!" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا اور میریانا اپنا نچلا ہونٹ چبانے لگی۔

تھوڑی دیر بعد لانچ کھلے پانی میں نکل آئی تھی اور تیزی سے لنگو کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ جمیسن اسٹرنگ کر رہا تھا۔

عمران آئیل اسٹوو جلا کر کافی بنانے بیٹھ گیا۔

"ہٹو ادھر...!" میریانا اس کے قریب پہنچ کر بولی۔ "یہ کام مردوں کے نہیں ہیں۔"

"ہائیں!" عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر بولا۔ "کیا تم یورپین نہیں ہو؟"

"کیوں نہیں ہوں۔"

"تو پھر مجھے اس کام سے کیوں روک رہی ہو۔ میں نے لندن میں مردوں کو کھانا پکاتے اور عورتوں کو فلمی رسالے پڑھتے ہوئے دیکھا ہے حالانکہ دونوں ہی دن بھر کے تھکے تھکائے گھر میں داخل ہوتے ہیں۔"

"ہم اتنے مہذب نہیں ہوئے ہیں!" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔ "اور نہ ہمارے یہاں طلاقوں کی وہ شرح ہے جو یورپ کے مہذب ترین ممالک میں پائی جاتی ہے۔ ہماری اکثریت اب بھی اسی کی قائل ہے کہ عورت گھر کی ملکہ اور مرد مردِ میدان۔ اسی لیے ہمارا معاشرہ روحانی طور پر اتنا پراگندہ نہیں ہوا۔ تم میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔ مجھے میرے ملک کی نمائندہ عورت ہرگز نہ سمجھ لینا۔ میں بری عورت ہوں۔ کسی بھی معاشرے کے لئے قابل فخر نہیں ہو سکتی۔ مجھ سے نادانستگی میں کچھ غیر قانونی حرکتیں سرزد ہو گئیں تھیں۔ پولیس میری تلاش میں تھی۔ میں چھپتی پھر رہی تھی کہ میرے باس کے ایک ماتحت نے مجھے اس کے پاس پہنچا دیا۔ پڑھی لکھی اور خوب صورت تھی باس کے معیار کے مطابق تھی اس لئے اس کی سیکریٹری بن گئی۔"

"بہر حال تم میری مہمان ہو۔ تمہارے اعصاب آرام چاہتے ہیں۔ لہٰذا ناشتہ میں ہی تیار کروں گا۔"

"تمہاری مرضی!" اس نے کہا۔ "تم آخر اعتراف کیوں نہیں کر لیتے۔"

"کس بات کا؟"

"اسٹیمر کی تباہی میں تمہی دونوں کا ہاتھ ہے۔"

"ارے محض دھماکوں کی بنا پر تم نے فیصلہ بھی صادر کر دیا کہ اسٹیمر ہی تباہ ہو گیا ہے۔"

عمران کیتلی پر نظریں جمائے رہا جس کی ٹونٹی سے ہلکی ہلکی بھاپ نکلنے لگی تھی۔ میریانا عمران کو غور سے دیکھے جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اسے احمقانہ معصومیت کے علاوہ اور کچھ بھی نہ دکھائی دیا۔ "اچھا یہی بتا دو کہ تم الفرو سے کیوں الجھے تھے؟" اس نے پھر پوچھا۔

"پہلے تو سب مذاق تھا لیکن جب تم ہاتھ لگ گئیں تو مجھے الفرو سے چڑ

ہوگئی۔ میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اس سے نہ الجھتا وہ تو اس کا مقدر اچھا تھا کہ اس کے آدمیوں نے ہنگامہ برپا کر دیا ورنہ وہ میرے ہاتھوں سے اتنا زخمی ہو جاتا کہ بالآخر اسے مرنا ہی پڑتا۔“

صورت سے تو ایسے نہیں لگتے تم آخر ہو کیا چیز۔ بتاؤ مجھے۔ اطوار بھی بدمعاشوں کے سے نہیں ہیں۔ کئی دنوں سے تمہارے ساتھ ہوں۔“

”مجھے خود بھی نہیں معلوم کہ میں کیسا آدمی ہوں۔“

وہ پھر خاموشی سے اس کی شکل تکتی رہی ۔۔۔ لانچ تیزی سے لکڑی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔

ختم شد

• • • • • • • • • •